الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک 06 جنوری 2017ء | 07 ربیع الثانی 1438 ہجری قمری ❁ 06 صلح 1396 ہجری شمسی | شمارہ 01

جوامعُ الکلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔

[حضرت امام بخاری کہتے ہیں کہ جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ وہ بہت سے امور جو پہلے کئی کتابوں میں لکھے جاتے تھے ان کو اب اللہ تعالیٰ ایک یا دو امور میں جمع کر دیتا ہے۔]

(صحیح بخاری کتاب التعبیر باب المفاتیح فی الید حدیث نمبر 6496)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

عالم برزخ کے عجائبات میں سے یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ ان کی موت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے قریب کئے جاتے ہیں جس کے نیچے جنت ہے اور بعض لوگ اس روضہ سے دُور کئے جاتے ہیں۔ پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارہ میں یہ خبر دی ہے کہ میں مقرّبین میں سے ہوں۔

میرے رب نے مجھے بشارت دی کہ وہ میرے لئے درخشاں نشان ظاہر فرمائے گا اور پے در پے تائیدات سے میری مدد کرے گا تاکہ وہ زبردست دلائل اور روشن معجزات سے حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دے۔

’’اور اس بارہ میں مَیں نے بہت سی کتابیں تالیف کیں اور لوگوں کے فائدے کی خاطر دور دراز ملکوں تک ان کی اشاعت کی ہے۔ پھر جب ہمارے درمیان اس بحث نے طول پکڑا اور میں نے ایک شخص بھی ایسا نہیں دیکھا جو اسلام کی طرف میلان ظاہر کرے تو میں سمجھ گیا کہ یہ معاملہ منّان خدا کی نصرت کا محتاج ہے۔ اور مَیں خود تو کچھ بھی نہیں ہوں یہاں تک کہ خدائے رحمان کی رحمت مجھے آلے، تو میں اس کی نصرت کا سوالی بن کر آستانۂ الٰہی پر گر گیا اور میں محض مُردہ کی طرح تھا۔ تب میرے رب نے دو کلمات سے مجھے زندہ کیا اور آنکھوں کو منور کیا اور فرمایا: یعنی’’ اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی۔ وہ خدائے رحمان ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا ہے۔ کہ تا تُو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اور تا خدا کی حجت پوری ہو جاوے اور مجرموں کی راہ کھل جائے۔ ان کو کہہ دے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر مَیں ایمان لانے والا ہوں۔ [☆ اہل قبلہ میں سے مرے دشمن میرا نام اوّل الکافرین رکھتے ہیں۔ ان کی تردید میں اللہ تعالیٰ کا قول جو میری کتاب براہین احمدیہ میں آچکا ہے۔’’ کہہ میں مامور ہوں اور میں اس بارہ میں تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں‘‘۔ اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ تو اس کے ردّ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول آچکا ہے کہ’’ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جائے گا اور قیامت کے روز میرے ساتھ ہی مبعوث کیا جائے گا اور یہ ان مکفرین کو جواب دیا گیا ہے جو مجھے جہنمی خیال کرتے ہیں اور اگر تُو شک میں مبتلا ہے تو مفتیوں سے دریافت کر لے۔ اور عالم برزخ کے عجائبات میں سے یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ ان کی موت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے قریب کئے جاتے ہیں جس کے نیچے جنت ہے اور بعض لوگ اس روضہ سے دُور کئے جاتے ہیں۔ پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارہ میں یہ خبر دی ہے کہ میں مقربین میں سے ہوں اور یہ اس شخص کے اعتراض کا ردّ ہے جس نے کہا کہ یہ شخص جہنمیوں میں سے ہے۔ اور یہ ایسی تدفین ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ روحانی طریق پر پورا کرے گا اور یہ ایسا امر ہے جس کے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کے ارشادات میں اشارے پائے جاتے ہیں اور جس پر روحانیت سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ کا اس پر اتفاق ہے۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ اس شخص کی جماعت کے لوگ کافر ہیں۔ مومن نہیں۔ پس ان کے وفات یافتوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرو کیونکہ یہ بدترین کافر ہیں۔ تو میرے رب نے مجھے وحی کی اور ایک قطعۂ زمین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ ایسا قطعہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے۔ جو اس میں دفن کیا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور وہ امن دیئے جانے والوں میں سے ہوگا۔ پس اگر دشمنوں کی باتیں نہ ہوتیں تو ان انعامات کا وجود بھی نہ ہوتا۔ پس ان کے غضب نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش دلایا۔ پس تمام قسم کی تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے۔ منہ]

اور اس نے مجھے بشارت دی کہ دین اسلام سربلند کیا جائے گا اور اس کی اشاعت کی جائے گی۔ اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا اور یہ پہلی وحی ہے جو قدیر و نصیر خدا کی طرف سے اس عاجز کو کی گئی۔ اور میرے رب نے مجھے بشارت دی کہ وہ میرے لئے درخشاں نشان ظاہر فرمائے گا اور پے در پے تائیدات سے میری مدد کرے گا تاکہ وہ زبردست دلائل اور روشن معجزات سے حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دے۔ پھر اس کے بعد میں نے پادریوں اور عیسائیوں اور عیسائیت میں داخل ہونے والوں اور ان کے علاوہ برہمنوں اور مشرکوں کو دعوت دی اور انہیں کہا کہ اللہ کے نشانوں اور اس کی نصرت کے ذریعہ حق کو پرکھو تا یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اللہ کی طرف سے نصرت یافتہ ہوگا اور کون اس کی لعنت کا مورد ہوگا۔ مگر وہ ہتھیار بند پہلوانوں کی طرح اس مقابلہ کے لئے نہ نکلے اور اپنے آشیانوں میں چھپ گئے۔ اور اللہ کی قسم! اگر وہ میدان میں آتے تو میرا رب ٹھیک ٹھیک نشانے پر تیر برساتا، اور ان میں سے ہر ایک ناکام و نامراد ہو کر لوٹتا۔ اور اللہ کی قسم اگر تُو تحقیق کرتا تو دیکھ لیتا کہ اسلام نشانات کا خزینہ اور ان کا شہر ہے اور تو اس میں ایسا نور پاتا جو ہر شخص کو اس کی سکینت بخشتا۔ پس افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو اس کے دفینوں کا انکار کرتے ہیں اور اس کے خزائن کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتے اور اسلام کو بوسیدہ ہڈیوں کی طرح سمجھتے ہیں عظیم نعمتوں سے بھرا ہوا نہیں سمجھتے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اس بات پر ایمان نہیں لاتے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ کسی سے کلام کرتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکالمہ الٰہی کے سلسلہ پر مہر لگ گئی ہے۔ گویا اس زمانے میں اللہ صفت کلام کو کھو بیٹھا ہے۔ اور صرف سماعت کی صفت باقی رہ گئی ہے اور شاید یہ صفتِ سماعت بھی آئندہ زمانے میں جاتی رہے اور جب صفتِ تکلم اور دعائیں سننے کی صفت معطل ہوگئی تو باقی صفات کی سلامتی کی بھی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ میری مراد یہ ہے کہ اس صورت میں تمام صفات سے امان اٹھ جائے گی۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی ایک صفت کے ابدی ہونے کا انکار کیا تو گویا اس نے تمام صفات کا انکار کر دیا اور دہریت کی طرف مائل ہو گیا۔ پس اے اہل دانش! تم ایسے شخص کے متعلق کیا کہتے ہو۔ کیا وہ مسلمان ہے یا وہ ملّتِ (اسلامیہ) کے مینار سے گر گیا ہے؟

کیا تم خیال کرتے ہو کہ اسلام چند گنے چنے قصوں سے عبارت ہے اور اس میں ایسے نشان موجود نہیں جو دکھائی دیتے ہوں۔ کیا ہمارے ربّ نے ہمارے سید و مولیٰ خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم سے منہ موڑ لیا ہے؟ پھر کونسی چیز اس ملّت کی صداقت پر دلالت کرتی ہے۔ کیا اللہ اپنے اس انعام کے وعدے کو بھول گیا جس کا اس نے سورۃ فاتحہ میں ذکر فرمایا ہے۔ یعنی اس اُمّت کو سابقہ اُمّتوں کے انبیاء کی مانند بنانا۔ کیا ہمیں قرآن میں بہترین اُمّت قرار نہیں دیا گیا۔ پھر کس چیز نے فرقان حمید کے خلاف ہمیں بدترین اُمّت بنا دیا۔ کیا عقل جائز قرار دیتی ہے کہ ہم تو اللہ کی معرفت کے لئے پوری تگ و دَو کریں لیکن پھر بھی اس کی شاہراہوں کو پا نہ سکیں اور ہم نسیم رحمت کی خاطر مریں لیکن پھر بھی ہم اس کے جھونکوں سے محروم رہیں۔ کیا یہی اس اُمّت کے کمال کی حد ہے؟ جبکہ دنیا کی عمر کا آفتاب ڈوبنے کو ہے۔ سو جان لو کہ جس طرح یہ خیال کمال ذہانت کی رُو سے باطل ہے۔ ویسے ہی صحف مقدسہ پر تحقیقی نظر ڈالنے کے لحاظ سے بھی باطل ہے۔‘‘ ....(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 126 تا 130۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 مارچ 2014ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبۂ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں تین نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ ان میں سے دو نکاح ایسے ہیں جو واقفۂ نَو اور واقفین نَو کے ہیں۔ آج کا دن 23 مارچ کا دن ہے۔ یہ حسن اتفاق ہے یا نکاح رکھنے والوں نے (سوچ سمجھ کر) آج کی تاریخیں رکھی ہیں، لیکن بہرحال اس دن کی ایک اہمیت ہے کہ آج کے دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعتوں کا آغاز فرمایا تھا۔ اور ہم ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے زمانہ کے امام کو مانا اور زمانہ کے امام کو مان کر ہم نے ان باتوں کو کرنے اور وہ عہد نبھانے کا وعدہ کیا جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوا ہے۔ اور ان میں سے بہت بڑا حکم یہ ہے کہ ہم ہمیشہ تقویٰ پر قائم رہیں گے۔ اور ان شادی بیاہ کے دنوں میں خاص طور پر ان آیات میں جو نکاح کے موقع پر تلاوت کی جاتی ہیں بار بار اس طرف یاددہانی کرائی گئی ہے کہ تقویٰ پر قائم رہو، سچائی پر قائم رہو۔ ایک دوسرے کے رِحمی رشتوں کا خیال رکھو۔ یہ دیکھو کہ تم نے اس دنیا میں کیا نیکیاں کمائی ہیں جو اگلے جہان میں تمہارے کام آنے والی ہیں۔ یہ دیکھو کہ تم نے اپنی پیدا ہونے والی نسل کی کس طرح تربیت کرنی ہے اور کی ہے جو آئندہ دین پر قائم رہنے والی ہو۔ پس ان احکامات میں جو شادی بیاہ کے تعلق میں ان آیات میں دیئے گئے ہیں، یہ چند بنیادی باتیں مَیں نے بتائی ہیں۔ اس لئے ہر نئے قائم ہونے والے رشتہ کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم نے یہ شادی صرف دنیاوی اغراض کے لئے نہیں کی، یہ رشتے صرف اس لئے قائم نہیں ہو رہے کہ میاں بیوی کے تعلقات قائم ہوں اور بچے پیدا ہوں بلکہ اس لئے قائم ہو رہے ہیں کہ آئندہ نیک نسل کا آغاز اللہ تعالیٰ اس جوڑے سے فرمائے۔

پس ان باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور اس نسل کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی ہو اور وہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک خود لڑکا اور لڑکی ان باتوں پر عمل کرنے والے نہ ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ پس ہر نئے قائم ہونے والے رشتہ پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ نہ صرف اپنے ایمان کو قائم رکھنا ہے، نہ صرف اپنے اعمال پر نظر رکھنی ہے بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی دعاؤں کے ساتھ اس تعلق کا آغاز کرنا ہے تاکہ آئندہ نسلیں بھی ایمان پر قائم رہنے والی ہوں اور نیک اعمال بجالانے والی ہوں اور خاص طور پر جو واقف زندگی ہیں ان کو تو سب سے بڑھ کر اپنا نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے۔ پس ان چند الفاظ کے ساتھ اب مَیں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

پہلا نکاح عزیزہ سعدیہ مظفر واقفۂ نو کا ہے جو مکرم مظفر احمد قمر صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم مستنصر احمد قمر کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ جامعہ احمدیہ کے طالبعلم ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سال مبلغ بن کے، مربی بن کے جامعہ سے فارغ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں واقف زندگی ہیں اور عزیزم مستنصر قمر، نصیر قمر صاحب کے بیٹے ہیں جو خود بھی واقف زندگی ہیں اور ان کے دادا مکرم بشیر قمر صاحب بھی واقف زندگی تھے، جنہوں نے بڑا لمبا عرصہ فجی میں اور افریقہ میں خدمات بجالائیں اور انتہائی سادگی سے، انتہائی عاجزی سے خدمات بجالاتے رہے۔ کچھ عرصہ مَیں بھی ان کے ساتھ وہاں غانا میں رہا ہوں۔ ایسے بے نفس مربی اور مبلغ تھے کہ جن کی مثالیں وہاں کے مقامی لوگ بھی دیا کرتے تھے۔ ایک تڑپ تھی، ایک لگن تھی کہ اسلام کا پیغام ان لوگوں تک پہنچے کیونکہ وہاں اکثریت عیسائیت کی ہے یا جس علاقہ میں بعض دفعہ رہے ان میں سے لا مذہب بھی ہیں، بد مذہب بھی ہیں۔ اور پھر اس علاقہ میں بھی رہے جہاں مسلمان بھی ہیں لیکن مسلمان صرف نام کے مسلمان۔ تو حقیقی اسلام کے پھیلانے کی ایک تڑپ اور لگن تھی ان میں اور کوئی پروا نہیں ہوتی تھی ان کو کہ کب کھانا کھانا ہے، کب آرام کرنا ہے۔ صرف اور صرف مقصد تھا تو یہ کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اس کو مَیں ادا کروں۔ اللہ کرے کہ یہ ان کا پوتا بھی اس اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے والا ہو۔ اسی طرح بچی جو ہے وہ بھی ان کی پوتی ہے، گویا دونوں آپس میں چچازاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو وقف کی روح قائم کرنے کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ مکرم سہیل احمد مرزا صاحب عزیزہ کی طرف سے وکیل ہیں۔ ان کے والد موجود نہیں۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ فریدہ تحریم محمد بنت مکرم خلیل احمد صاحب قمر (سٹیونیج) کا ہے جو عزیزم محمود احمد محمد وقف نو کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزہ فریدہ کے نانا بھی وقف جدید میں معلم کے طور پر، واقف زندگی کے طور پر خدمات بجالاتے رہے ہیں اور کوٹلی کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ اسی طرح عزیزم محمود احمد محمد کے دادا کوٹلی میں ایک حلقہ کے صدر جماعت رہے ہیں اور مختلف جماعتی حیثیتوں سے خدمات بجالاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی یہ خدمات بجالانے والا بنائے۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ سعدیہ مبارک بنت مکرم مبارک احمد صاحب (جرمنی) کا ہے جو عزیزم احتشام الحق رحمٰن ابن مکرم منیب الرحمٰن صاحب (لندن) کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزہ سعدیہ بھی اس وقت لجنہ میں خدمات انجام دے رہی ہیں اور احتشام الحق رحمٰن بھی کپورتھلہ کے حضرت شیخ مسعود الرحمٰن صاحب کے پوتے ہیں، رضاکارانہ طور پر ایم ٹی اے میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ کپورتھلہ کی جماعت بھی ان جماعتوں میں سے تھی جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تعریف فرمائی ہوئی ہے اور ان میں سے بڑے بزرگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 14 دسمبر 2016ء بروز بدھ، گیارہ بجے صبح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مکرمہ زینب خاتون صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری منور احمد صاحب مرحوم۔مانچسٹر)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

مرحومہ 12/دسمبر 2016ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ انتہائی نیک، دعا گو، صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، مخلص اور سلسلہ کی فدائی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے، چار بیٹیاں اور کثرت سے پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم چوہدری انوار الحق صاحب آف مانچسٹر کی ہمشیرہ اور مکرم مولانا حامد کریم صاحب آف ہالینڈ کی خوش دامن تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم نواب حامد احمد خان صاحب (ابن مکرم نواب محمد احمد خانصاحب۔امریکہ): 5/نومبر 2016ء کو چند دن بیمار رہنے کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے پوتے اور حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ غریبوں کے ہمدرد، سب سے محبت کرنے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ ابتدائی زندگی میں کچھ عرصہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ ملازمت کا آغاز نیشنل بینک آف پاکستان سے کیا۔ ہانگ کانگ اور نیویارک میں بطور مینیجر کام کرتے رہے۔ ریٹائرمنٹ سے پہلے جاپان کے بینک میں ملازم تھے۔ آپ کو نیچر کی تصاویر بنانے کا بہت شوق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ عائشہ سلطان غوث بشیر صاحبہ (اہلیہ مکرم فضل الٰہی بشیر صاحب مرحوم۔ربوہ): آپ 16/نومبر 2016ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق ماریشس کے ایک پرانے خاندان سے تھا جو سلطان غوث کا لوکہلاتا ہے۔ آپ کی پیدائش 24 جنوری 1937ء کو ماریشس کے شہر Pheonix میں ہوئی۔ جس گھر میں آپ کی پیدائش ہوئی یہ وہ گھر تھا جہاں حضرت مولانا صوفی غلام محمد صاحب نے 1915ء میں چند افراد کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کی۔ اسی تاریخی گھر میں آپ کا بچپن گزرا اور اسی گھر میں شادی ہوئی۔ 1958ء کو آپ کی شادی مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب واقف زندگی سے ہوئی اور آپ کے ساتھ تنزانیہ، کینیا اور فلسطین رہیں پھر 1969ء کو ربوہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود سے بہت احترام وعقیدت کا تعلق تھا۔ آپ نے ساری زندگی جماعت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا تعلق رکھا۔ جماعتی کاموں میں بھی فعّال تھیں۔ 8 سال محلّہ دار البرکات ربوہ کی صدر لجنہ رہیں۔ مرحومہ جماعت کا درد رکھنے والی بہت ملنسار تھیں اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 9 بچے سوگوار چھوڑے ہیں جن میں سب سے بڑے بیٹے مکرم نور الٰہی بشیر صاحب آپ کے خاوند کی پہلی اولاد تھی اور آپ نے ہمیشہ انہیں اپنا بیٹا مانا اور ان کے ساتھ بے لوث محبت کی اور ایک ادب کا رشتہ رکھا۔ اس کے علاوہ کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں نیز ماریشس میں ایک بڑا خاندان اور ایک بھائی اور تین بہنیں سوگوار چھوڑیں۔

(3) مکرم راجہ طاہر احمد صاحب (آف لندن): 6/اکتوبر 2016ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں خیر دین صاحب سیکھوانی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے نواسے اور حضرت حافظ احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ 1970 میں انگلستان آئے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب MTA کا آغاز ہوا تو آپ کو اس کی ابتدائی ٹیم میں شامل ہو کر خدمت کا موقع ملا۔ نمازوں کے پابند، خدمت کا جذبہ رکھنے والے، بہت خوش اخلاق اور ملنسار انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ بشریٰ خانم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد امین کپورتھلوی صاحب۔گوجر خان ضلع راولپنڈی): 15/نومبر 2016ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی بہت نیک خاتون تھیں۔ بڑے صبر، حوصلے، توکل علی اللہ اور تقویٰ کے ساتھ ساری زندگی بسر کی۔ آپ کو صدر لجنہ اماء اللہ گوجر خان کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھیں۔ آپ کا گھر مسجد کے بالکل قریب تھا۔ جب بھی مرکز سے نمائندگان آتے تو بڑے شوق سے ان کی خاطر تواضع کیا کرتی تھیں۔ خلافت کی اطاعت کا جذبہ بھی آپ میں بہت نمایاں تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ شمس النہار صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ جناب علی صاحب آف سندر بن۔ بنگلہ دیش): 26/ستمبر 2016ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے اپنے خاوند کے ساتھ 1963ء میں احمدیت قبول کی۔ بہت نیک، دعا گو، تہجد گزار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ رمضان میں باقاعدگی سے اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ دن کے اکثر حصہ میں تلاوت قرآن کریم کرنا ان کا معمول تھا۔ آپ تقریباً 30 سال تک جماعت احمدیہ سندر بن میں صدر لجنہ اماء اللہ کے طور پر خدمت بجالاتی رہیں۔ مختلف دیہاتوں میں پیدل جا کر مستورات کی تربیت کرتیں اور بیباک ہو کر سلسلہ کی تبلیغ کرتی تھیں۔ آپ کی تبلیغ سے بہت ساری عورتوں کو بیعت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں جو جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مرحومہ کے ایک پوتے مکرم مولانا شیخ مستفیض الرحمان مربی سلسلہ ہیں اور ایک پوتے مکرم شیخ زکریا شیمول صاحب جامعہ احمدیہ یوکے میں آخری سال کے طالبعلم ہیں۔

(6) مکرمہ صادقہ منصور صاحبہ (اہلیہ مکرم منصور محمد شرما صاحب۔آف کراچی): گزشتہ دنوں دبئی میں 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب سول سرجن قادیان کی بیٹی تھیں۔ سب کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے انتہائی پیار اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ

باقی صفحہ نمبر15 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر432

مکرم محمد قسوات صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم محمد قسوات صاحب آف سیریا کی قبول احمدیت کی داستان میں ان کے جماعت سے تعارف تک کے حالات کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں ان کے اس ایمان افروز سفر کے باقی حالات بیان کئے جائیں گے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایم ٹی اے العربیہ کو دیکھتے ہوئے میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے جو کچھ اس چینل پر دیکھا ہے اس سے بہت حد تک مطمئن ہوں۔ان کا دعویٰ ہے کہ مسیح ومہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں،اور اگر یہ لوگ مضبوط دلیل سے اس بات کو ثابت کردیں تو مجھے ان کی صداقت کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔اس لئے تم اس بارہ میں استخارہ کرو۔اس نے استخارہ کیا تو پہلے روز ہی خواب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔اس رؤیا نے مجھے احمدیت کے مزید قریب کردیا۔ہم ایم ٹی اے دیکھتے رہے اور پھر مسیح ومہدی کے ایک وجود ہونے کا مسئلہ بھی حل ہوگیا اور دجال ویاجوج وماجوج کی حقیقت بھی کھل گئی نیز بعض مشکل مسائل کا بھی شافی حل مل گیا۔

زیارت رسولؐ اور اس کی تعبیر

2003ء میں میرے والد اور والدہ عمرہ کے لئے مکہ میں تھے کہ انہی ایام میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میرے والد صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان دے رہے ہیں۔پھر میں نے دیکھا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب کسی قدر پیچھے سجدہ کی حالت میں ہوں۔اس سجدہ میں مجھے ایسی خشوع وخضوع کی حالت میسر آتی ہے جس کی لذت آج بھی میری نَس نَس میں سمائی ہوئی ہے۔اس رؤیا کے بعد میرے دل میں روضۂ نبوی کی زیارت کے لئے تمناؤں اور عقیدتوں کی ایک عجیب رَو چلنے لگی۔اس وقت تو اس رؤیا کی ظاہری تعبیر ہی پیش نظر تھی۔ لیکن تقریباً پانچ سال کے بعد جب میرا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا تو ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کو دیکھ کر مجھے میری خواب یاد آگئی اور میں نے بیساختہ کہا کہ یہ تو وہی تصویر ہے جسے میں نے پانچ سال قبل خواب میں دیکھا تھا اور دوران رؤیا یہی سمجھا تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

میں نے یہ رؤیا 2003ء میں دیکھا تھا۔اور یہ عجیب بات ہے کہ اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے منصب پر فائز فرمایا تھا۔کیا شک کرنے والوں کے لئے یہ نشان کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود سینکڑوں ہزاروں کو جماعت احمدیہ سے تعارف سے قبل ہی ایسی بشارتیں عطا فرماتا ہے جن کی تعبیر انہیں احمدیت میں شامل ہوکر ملتی ہے۔

اطمینان بخش رؤیا

میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے کوئی لیلۃ القدر ہے جس کے روحانی نشہ میں مَیں اپنے گھر کی چھت پر چڑھتا ہوں تو وہاں پر انگور کے بہت سے پتے ہیں جن میں سے بعض پر گولڈن کلر میں ’’اللہ‘‘ لکھا ہے اور بعض پر ’’محمدؐ‘‘ لکھا ہوا ہے۔یہ منظر دیکھ کر خواب میں ہی میرے ذہن میں حضرت امام مہدی کا خیال آتا ہے اور سوچتا ہوں کہ ان کے بارہ میں میٹرک کی کتاب میں یہ کیوں لکھا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں اور ان کا قرآن بھی اَور ہے اور قبلہ بھی کسی اور طرف ہے؟ میں نے ان کے ٹی وی چینل کے پروگرامز سنے ہیں اور میں اس یقین پر قائم ہوگیا ہوں کہ ان کے مخالفین کی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے، پھر بھی مولوی حضرات ان کی اس قدر کردارکشی کیوں کرتے ہیں؟ کیا یہ مولوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ ہیں اور تمام فتنے انہی میں سے نکلتے ہیں اور انہی کی طرف لوٹ جاتے ہیں؟ کیا ان کے یہ خوفناک چہرے داڑھی اور جُبّے کے پیچھے چھپے رہتے ہیں؟ کیا یہ احمدیت کی حقیقت سے غافل ہیں یا دنیا پر ہی فریفتہ ہونے کی وجہ سے ان کی طرف سے ایسے ردّ عمل کا اظہار ہورہا ہے؟ خواب میں ہی اس قسم کے سوالات وخیالات کی رَو میں بہتے ہوئے اچانک میری نظریں آسمان کی طرف اٹھیں تو میں نے سنہری رنگ کی کوئی چیز آسمان سے بہت آہستگی سے نازل ہوتی ہوئی دیکھی۔قریب آنے پر معلوم ہوا کہ وہ دل کی شکل کی ایک سنہری ڈبیا تھی جس کے اندر قرآن کریم تھا اور سنہری رنگ کا حرف ’’ص‘‘ لکھا ہوا تھا۔ یہ ڈبیا میرے سینے میں داخل ہوگئی اور میں نے اس وقت قرآن کریم کی بعض آیات حفظ کرلیں جن میں سے ایک آیت بطورِ خاص مجھے یاد رہی جو یہ تھی: ﴿إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ﴾، جب میں اس حالت سے بیدار ہوا تو فوراً سورت ’’ص‘‘ کھول کر پڑھنا شروع کی اور پہلے صفحہ پر ہی مذکورہ بالا آیت موجود تھی جس کے بعد کی آیت میں میرے تمام سوالوں کا جواب مضمر تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۔ وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ۔(ص:15و16) ترجمہ:(ان میں سے) ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔ پس (ان پر) میری سزا واجب ہوگئی۔اور یہ لوگ کسی چیز کا انتظار نہیں کررہے مگر ایک ہی ہولناک آواز کا جس میں کوئی تعطل نہیں ہوگا۔مجھے قرآن کریم کے کئی حصے یاد تھے لیکن سورت ’’ص‘‘ کی یہ آیات کبھی یاد نہیں کی تھیں۔ اور ان آیات میں میرے سوالوں کا تفصیلی جواب مضمر تھا۔

ہمشیرہ کا استخارہ اور بیعت

گو مجھے احمدیت کی صداقت میں تو کچھ بھی شک نہ رہا تھا، پھر بھی میں نے مزید اطمینان کی خاطر اپنی بہن سے کہا کہ تم میرے لئے استخارہ کرو کہ جس امام مہدی کی میں بیعت کرنا چاہتا ہوں کیا وہ سچا ہے کہ نہیں؟

اس سے میرا مقصد یہ بھی تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری بہن کو کوئی نشان دکھا دیتا ہے تو شاید یہ بات اسے بھی قبول احمدیت کی طرف لے آئے۔بہر حال اس نے استخارہ کیا اور پھر ایک دن مجھے ایک طرف لے جا کر کہنے لگی کہ: میں نے رؤیا میں شدید آندھی دیکھی ہے جو اس قدر تیز ہے کہ درختوں کو بھی جڑوں سے اکھاڑ کے اڑاتی جارہی ہے، اسی طرح مکانات بھی اس شدید آندھی کے آگے قائم نہیں رہے بلکہ اپنی بنیادوں سے اکھڑے جارہے ہیں۔ایسے میں مجھے دور سے تمہاری تصویر نظر آتی ہے اور ایک آواز سنائی دیتی ہے کہ: اس (یعنی محمد قسوات) کو نہ چھوڑو بلکہ اس کے ساتھ ہوجاؤ۔

اتنے واضح نشانات کے بعد میری تسلی ہوگئی اور میں نے اپنی بیعت کا خط ارسال کردیا اور الحمد للہ کہ میری بیوی بھی اس فیصلہ میں میرے ساتھ تھی۔

مذکورہ بالا رؤیا کا میری بہن پر اس قدر اثر ہوا کہ بفضلہٖ تعالیٰ بعد میں اس نے بھی بیعت کرلی۔

بہنوئی کے ساتھ بحث

چونکہ مجھے جماعت اور ایم ٹی اے کے بارہ میں اپنے بہنوئی سے معلومات ملی تھیں اس لئے قبول احمدیت کے بعد میری اس کے ساتھ احمدیت کے موضوع پر بات ہونے لگی اور بفضلہٖ تعالیٰ وہ آہستہ آہستہ احمدیت کی طرف مائل ہونے لگا۔پھر ایک رات ہم بیٹھے بحث کررہے تھے کہ ایسے میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آنے والی بعض احادیث کا ذکر آگیا۔ میں نے کہا کہ صحیحین میں بھی بعض ایسی روایات موجود ہیں جن پر عیسائیوں نے بہت سخت اعتراض کئے تھے اور بظاہر ایسے لگتا تھا کہ ان احادیث میں کہیں نہ کہیں ضعف یا کوئی علّت ضرور پائی جاتی ہے چنانچہ ہم ان کو قرآنی آیات کی طرح قطعی نہیں قرار دے سکتے۔

جب میں نے ایسی احادیث کا ذکر کیا تو میرا بہنوئی غصہ میں آگیا اور کہنے لگا کہ بخاری ومسلم میں ایسی کوئی حدیث نہیں۔میں فوراً بخاری اور مسلم اٹھالایا اور پھر جب ان میں سے بعض ایسی احادیث نکال کر دکھائیں تو وہ خاموش ہوگیا اور صرف اس ایک واقعہ سے اس کی معترضانہ شخصیت یکسر بدل گئی اور وہ میرے موقف کی تائید کرنے لگ گیا۔

اس کے بعد میرے بہنوئی نے جماعت کی مخالفت چھوڑ دی یہاں تک کہ جب میری بہن نے بیعت کی تو اس نے کوئی مخالفت نہ کی۔سیریا سے ہجرت سے کچھ پہلے ہم دونوں نے مل کر ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ لفظاً لفظاً پڑھی اور وہ اس کتاب کی عظمت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اب وہ بفضلہٖ تعالیٰ دل سے تو مطمئن ہے لیکن بیعت کا مرحلہ طے کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد اسے بیعت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

والد کا موقف

2003ء میں جس رؤیا میں مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اس کا ذکر اُس وقت میں نے اپنے والد صاحب سے بھی کیا تھا۔پھر جماعت سے تعارف کے بعد جب میں نے والد صاحب کو بتایا کہ میں نے ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تصویر دیکھی تو حیران رہ گیا کہ میں نے 2003ء میں انہیں ہی دیکھا تھا۔یہ سن کر والد صاحب نے فرمایا کہ یہ بات تمہارے لئے تو حجت ہوسکتی ہے،کسی اور کے لئے نہیں۔تم نیک ہو اور بہت سی باتوں کا تمہیں علم بھی ہے،اس بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ ہوسکتا ہے تمہارا امام مہدی صادق ہو،لیکن میں اس عمر میں اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کرسکتا، کیونکہ میں اس عمر میں ایسے امتحان سے گزرنے کی سکت نہیں رکھتا۔اس لئے تمہیں تمہارا فیصلہ مبارک ہو۔

گو اس کے بعد میں نے والد صاحب کو دلائل کے ذریعہ صداقتِ احمدیت کا قائل کرنے کی کوشش تو نہیں کی لیکن ان کی ہدایت کے لئے دعا کو کبھی نہیں چھوڑا۔

لقاءِ حبیب

2015ء کے آخر پر مجھے ترکی کے راستے جرمنی پہنچنے کی توفیق ملی۔اور یہاں پر 2016ء کے جلسہ سالانہ جرمنی میں پہلی بار شرکت کی توفیق ملی۔

اس جلسہ کے بارہ میں مختصراً میں یہی کہتا ہوں کہ سراسر اخلاص اور قربانی کی مثال کو میں نے اس جلسہ میں ہر قدم پر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ہر شخص خدمت کرنے کی راہ ڈھونڈتا پھرتا تھا اور خدمت وقربانی میں اپنے دل کی تسکین اور روح کا چین پاتا تھا۔ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں اس روحانی ماحول میں عجیب رنگ پیدا کررہی تھیں۔

پھر جلسہ سالانہ کے موقع پر عرب احباب کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ ان کی حضور انور سے ملاقات کا خواب بھی پورا ہوگیا۔ جہاں اس ملاقات سے برسوں کی پیاس بجھی وہاں پیارے آقا سے بار بار ملنے کی تمنا بھی اپنے اوج پر جا پہنچی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت سے وافر حصہ عطا فرمائے اور ہماری نسلوں کو بھی خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق استوار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

(باقی آئندہ)

عبودیت کا اظہار صرف قول سے نہیں بلکہ فعل سے بھی ہوا کرتا ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں جس غرض کے لئے پیدا کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی اصلاح کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچ جائیں کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد کہلاسکیں۔اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو پیدائش کی غرض پوری نہیں ہوسکتی۔وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ میں اللہ تعالیٰ نے یہی امر بیان فرمایا ہے کہ انسانی پیدائش کی غرض اس کا عبد بننا ہے اور عبودیت کا اظہار صرف قول سے نہیں بلکہ فعل سے بھی ہوا کرتا ہے۔پس اگر ہم خدا تعالیٰ کے عبد ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری عبودیت کا اظہار دنیا پر نہ ہو اور لوگ یہ محسوس نہ کریں کہ ہمارا کسی بالا ہستی کے ساتھ تعلق ہے۔اس لحاظ سے ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمیں دیکھنے اور ہماری حرکات وسکنات کا مطالعہ کرنے والے لوگ ہمارے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔کیا وہ ہمیں دیکھ کر یہ اقرار کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا کسی بالا ہستی سے تعلق ہے جس کی وجہ سے ان کی زندگی کی کایا پلٹ گئی یا نہیں۔اگر ہمارے اعمال کو قریب سے دیکھنے والے اپنے دلوں میں یہ محسوس کرتے ہیں اور وہ ہماری چال ڈھال، اُٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے پر نظر رکھ کر اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ اپنا ہاتھ کسی اَور کے ہاتھ میں دے چکے ہیں، یہ زمینی نہیں بلکہ آسمانی نفوس بن گئے ہیں تو ہم خوش ہوسکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ واقعہ میں ہم نے اپنا فرض ادا کردیا۔لیکن اگر ہمارے اعمال لوگوں کو بغیر ایک لفظ سننے کے یہ یقین نہیں دلاتے کہ ہم کسی اَور ہستی کے غلام ہیں جس کے ہر حکم کے نیچے ہماری گردنیں جھکی ہوئی ہیں تو ہمارے منہ کے دعوے ہمیں کبھی نجات نہیں دلا سکتے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 163-162)

خطبہ عید الفطر

جہاں بھی مسلمان آباد ہیں رمضان کے بعد اس عید کے دن عید مناتے ہیں۔ حقیقی مومن ہیں تو اس بات پر خوش ہیں کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے رمضان سے گزار کر جمع ہو کر خوشی کرنے اور اپنی عبادت کرنے کی توفیق دی۔ اور حقیقت میں خوشی اور عید وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔

ایک مومن کی عید یہ ہے اور اسلام جس عید کا تصور پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنی خواہشات اور امنگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور نیکی اور بھلائی کی طرف پھیرنے کے لئے کون کون سے طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔

دوسرے مذاہب یا قوموں کی عیدوں اور تہواروں میں تو صرف اس دن کی عارضی خوشی ہے جس دن تہوار منعقد ہو رہے ہیں لیکن مومن کی عید اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن کر دائمی خوشی کے سامان پیدا کرنے والی ہے۔

آج اس زمانے میں جہاں جماعت احمدیہ روحانی مائدہ اور پانی دنیا کو مہیا کر رہی ہے اور ان کی روحانی سیری کا سامان کر رہی ہے وہاں مادی پانی بھی مہیا کرتی ہے۔ جماعت کی طرف سے پاکستان میں اور افریقہ میں مختلف مقامات پر پینے کے لئے صاف پانی مہیا کرنے کی غرض سے نلکے لگائے جاتے ہیں۔ صاف پانی ملنے پر ان لوگوں کو جو خوشی پہنچتی ہے وہ گویا ان کے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔

صاحبِ حیثیت لوگوں کو ہیومینٹی فرسٹ اور IAAAE جو مختلف جگہوں پر نلکے لگانے کا کام کر رہے ہیں کے لئے مدد کرنے کی تحریک

غیروں کی عیدیں خوب ناچ گانا فحش اور گندے گیت گانا، کھانا پینا، غل غپاڑا کرنا، کھیل کودکرنا اور خرید و فروخت ہے جبکہ حقیقی اسلامی عید ایک مومن کی عید جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

آج اچھے کھانے بھی پکاؤ اور کھاؤ اس لئے کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا پہلے سے زیادہ موقع میسر آیا ہے۔ پس یہی حقیقی عید ہے۔

صرف نرم عمدہ غذا کھا لینا، شور شرابا کر لینا، بناوٹی باتیں کر کے عیدیں منا لینا، حقیقی عید نہیں ہے۔ حقیقی عید تو وہ ہے کہ ہم اپنے خدا کو راضی کر لیں۔ جب وہ ہمارا نگہبان ہو جائے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حق جو ہمارے ذمّہ ہیں ادا کرنے والے بن جائیں۔ جب ہم اس کے حکموں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ جب ہم ایک دوسرے کے لئے قربانیاں کرنے والے بن جائیں، صرف خود غرضی ہمارا مقصد نہ ہو۔ جب ہم یتیموں اور غریبوں، ضرورتمندوں کا درد اپنے دل میں محسوس کرتے ہوئے ان کی مدد کرنے والے بن جائیں۔

یتیموں کے لئے بھی جماعت میں فنڈ ہے۔ احباب کو اس میں حصّہ لینے کی تحریک۔

خدا کرے کہ ہم نے رمضان کے دنوں میں جو برکات حاصل کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی مستقل تحریک پیدا کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرما دے۔

خطبہ عید الفطر فرمودہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 07/جولائی 2016ء بمطابق 07/وفا 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج عید کا دن ہے اور مسلمان عید کے دن جمع ہو کر دنیا کے ہر خطے میں جہاں بھی وہ آباد ہیں عید مناتے ہیں۔ کچھ علاقوں میں اور ملکوں میں آج عید ہے۔ کچھ میں کل ہو چکی ہے۔ بہرحال جہاں بھی مسلمان آباد ہیں رمضان کے بعد اس عید کے دن عید مناتے ہیں۔ حقیقی مومن ہیں تو اس بات پر خوش ہیں کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے رمضان سے گزار کر جمع ہو کر خوشی کرنے اور اپنی عبادت کرنے کی توفیق دی۔ اور حقیقت میں خوشی اور عید وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ یہ عید صرف مسلمانوں یا اسلام تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دنیا کی ہر قوم میں، ہر مذہب میں بعض دن عید کے منائے جاتے ہیں یا بعض تہوار خوشی کے رکھے گئے ہیں۔ اور ہر جگہ عید کا یہی تصور اور مقصد ہے کہ خوشی یا عید کے دن ایک قوم یا مذہب کے افراد اکٹھے ہو کر خوشی منائیں۔ اور عموماً یہی سوچ ہوتی ہے کہ جب جمع ہو کر عید منائیں گے، خوشی اور شغل میلے کے سامان کریں گے تو حالات کی وجہ سے جو اکثریت میں لوگوں میں کوفت اور تکان پیدا ہو جاتی ہے وہ دور ہو گی۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ کھیل کود اور شغل میلہ کچھ وقت کے لئے پریشانیاں ختم کر کے انہیں وقتی ذہنی سکون کے سامان مہیا کرے گا۔

بچوں میں بھی دیکھیں تو یہ چیز نظر آتی ہے کہ اگر انہیں کچھ دن علیحدہ رکھیں یا بچے علیحدہ رہیں، گھر میں بند رہیں تو ان میں افسردگی اور چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ مل جل کر رہیں، اکٹھے کھیلیں کودیں تو خوش رہتے ہیں اور باوجود اس کے کہ کھیل کود سے بچوں کو تھکاوٹ بھی ہوتی ہے آپس میں کھیلتے ہوئے بچے لڑ بھی پڑتے ہیں لیکن پھر بھی بڑے خوش اور تازہ دم نظر آتے ہیں۔ بچوں کی سوچ کے مطابق یہی ان کی عید ہے جو انہیں خوشی پہنچا رہی ہوتی ہے۔ ایک ماحول ہوتا ہے جو ان کی ذہنی تازگی کے سامان پیدا کر رہا ہوتا ہے۔ جن ماں باپ کے بچے بچوں میں مل جل کر کھیلتے نہیں، علیحدگی پسند ہوتے ہیں، ایک کونے میں لگے رہتے ہیں ان کے ماں باپ پریشان ہو جاتے ہیں کہ شاید کسی بیماری کا اثر ہے یا کوئی اور نفسیاتی وجہ ہے۔ بہرحال یہ انسان کی فطرت ہے کہ انسان مل جل کر رہے اور مل جل کر خوشیاں منائے اور ایسے مواقع پیدا کرے جہاں یکسانیت کو اجتماعی اکٹھ کے ذریعہ ختم کیا جائے۔ اس انسانی فطرت کا اظہار بڑوں میں بھی ہوتا ہے۔ خوشی کا ماحول خوشی کے اثرات قائم کر رہا ہوتا ہے۔ غمی کا ماحول غم کے اثرات قائم کر رہا ہوتا ہے۔

غم کو خوشی میں بدلنے کے لئے بعض انسانوں نے اپنے لئے انفرادی طریقے بھی ایجاد کئے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ذہنی کوفت اور پریشانیوں کو دُور کرنے کے لئے شراب یا دوسری نشہ آور چیزوں کا استعمال انہیں فائدہ پہنچا رہا ہے، ان کے غموں کو دور کر رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ چیزیں بے سکونیوں کو زیادہ بڑھاتی ہیں۔ بے سکونی کی طرف لے کے جاتی ہیں اور نتیجۃً صحت کو بھی برباد کرتی ہیں۔ تو بہرحال بات یہ ہو رہی ہے کہ انسان کی فطرت ہے کہ ماحول کے اثرات اس پر ظاہر ہوں۔ بعض دفعہ انسان اپنے ذاتی مسائل کی وجہ سے غمگین بھی ہوتا ہے لیکن عارضی خوشی کا ماحول اسے خوش کر دیتا ہے اور وہ غم کے باوجود ہنسنے لگ جاتا ہے اور اس طرح اس کا کچھ غم کم ہو جاتا ہے۔ اس انسانی نفسیات اور فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے آجکل کے خود غرض دنیاداروں نے جنہیں صرف پیسے کا لالچ

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ربیع الاوّل کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔
لیکن افسوس ہے مسلمانوں کی حالت پر کہ یہ دن مناتے تو محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کی پیدائش کی خوشی میں ہیں لیکن آپس میں مسلمان قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی (الحشر:15) کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اکثر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ روزانہ خبریں آتی ہیں سینکڑوں مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں۔
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر یہ سب کچھ انتہائی ڈھٹائی اور بے شرمی سے کیا جا رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کا نقشہ کھینچ کر بتایا تھا کہ اس حالت میں اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان مایوس نہ ہوں ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئے گا جو اپنے آقا و مطاع کے کامل غلام کی حیثیت سے مسلمانوں کو بھی، غیر مسلموں کو بھی، اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور اسلام کی خوبصورت اور روشن تعلیم سے دنیا کو روشن کرے گا اور پھر سے اُمّت واحدہ بنائے گا۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور اس پر کامل ایمان کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر شریعت مکمل ہو چکی ہے۔
لیکن یہ فتنہ پرداز مولوی عوام الناس کے جذبات کو اس بات سے انگیخت کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ کہا جائے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جو احمدی کہلاتے ہوئے پھر اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہ فاسق، فاجر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جماعت احمدیہ مسلمہ کا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ احمدی ختم نبوت کی وہ تعریف کرتے ہیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس کو قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے باہر ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، علماء و بزرگان کے حوالے اور بالخصوص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف، بصیرت افروز ارشادات کی روشنی میں ختم نبوت کی تشریح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مقام کا تذکرہ

12 ربیع الاوّل کے حوالے سے ناموس رسالت اور ختم نبوت کے نام پر پاکستان میں چند دن پہلے دوالمیال میں اوباشوں اور مولویوں نے جمع ہو کر جلوس نکالا اور ہماری مسجد پر حملہ کیا۔

دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے متعلق کانفرنسوں کے انعقاد اور مسلم و غیر مسلم افراد کو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آگاہ کرنے کی مہم اور اس کے نیک اثرات کا تاریخی حوالہ سے تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16 دسمبر 2016ء بمطابق 16 فتح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

ہم آجکل اسلامی مہینہ ربیع الاوّل سے گزر رہے ہیں۔ اسلامی دنیا خاص طور پر پاک و ہند میں اس مہینہ کی اہمیت اس لئے ہے ویسے تو ساری اسلامی دنیا میں ہے لیکن یہاں خاص طور پر اسے بڑا منایا جاتا ہے کہ بارہ تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ ایک تحقیق یہ کہتی ہے۔ پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''سیرت خاتم النبیین'' میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مصری سکالر کی تحقیق کے مطابق 9 ربیع الاوّل بنتی ہے۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 93)

بہرحال ربیع الاوّل کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ لیکن افسوس ہے مسلمانوں کی حالت پر کہ یہ دن مناتے تو محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کی پیدائش کی خوشی میں ہیں لیکن آپس میں مسلمان قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی (الحشر:15) کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کے آپس کے تعلقات میں یہ خصوصیت بیان فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُم (الفتح:30) کہ آپس میں بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں لیکن یہ رحم تو دُور کی بات ہے اکثر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ روزانہ خبریں آتی ہیں سینکڑوں مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں اور یہ چیز ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو سخت ناپسند ہے۔ اگر اپنے طور پر ظلم کر رہے ہیں تو کریں لیکن یہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ہو رہی ہے۔ مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے اور اللہ اور رسول کے نام پر قتل کر رہا ہے۔ وہ خدا جو ربّ العالمین ہے اور رحمان ہے، رحیم ہے، وہ رسول جو رحمۃ للعالمین ہے ان کے نام پر ظلم و بربریت کی مثالیں قائم کر کے بیکسوں، عورتوں، بچوں، معصوموں کو گھروں سے بے گھر کیا جا رہا ہے۔ ننگ اور بھوک میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ قتل کیا جا رہا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر یہ سب کچھ انتہائی ڈھٹائی اور بے شرمی سے کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ایک مسلمان کا عمداً قتل تمہیں جہنم میں لے جائے گا۔ کسی بھی معصوم کے قتل سے تم جہنم کی آگ سے بچ نہیں سکتے لیکن یہ مذہبی ٹھیکیدار اور مفاد پرست لیڈر سادہ اور کم علم مسلمانوں کو جنّت کا لالچ دے کر اس قسم کے کام میں جھونکتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام کو اس قدر ان لوگوں نے بدنام کر دیا ہے کہ آج غیر مسلم دنیا میں اسلام کے نام سے پہلا تصور جو غیر مسلموں کے ذہنوں میں ابھرتا

ہے وہ ظلم و بربریت ہے۔ ہاں ایک بات ہے جس پر یہ نام نہاد مسلمان لیڈر جمع ہو کر یا علماء جمع ہو کر ایک دوسرے سے تعاون کی باتیں اور تلقین کرتے ہیں اور وہ بات وہ ہے جس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مسلمانوں کی ایسی حالت ہو جائے گی، جب مسلمانوں کے دل آپس میں پھٹ جائیں گے، قُلُوْبُهُمْ شَتّٰی کی حالت ہوگی، مسلمان ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے۔ نام نہاد علماء جن کے پاس مسلمان لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے پاس ہدایت ہے ہدایت کے لئے جائیں گے تو ان علماء کی بھی یہی حالت ہوگی کہ وہ بھی انہی کاموں میں مصروف ہوں گے جو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والے ہیں بلکہ عام لوگوں سے بھی بدتر ان کی حالت ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عُلَمَآئُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ یعنی علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ (الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد 3 صفحہ 318-317 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت 2004ء)۔ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ فتنے پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ان میں سے فتنے پھوٹیں گے۔ اور یہی ہم آج علماء کی اکثریت میں دیکھ رہے ہیں کہ بجائے آگ بجھانے کے یہ لوگ آگ لگانے والے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کا نقشہ کھینچ کر بتایا تھا کہ اس حالت میں اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان مایوس نہ ہوں ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئے گا جو اپنے آقا و مطاع کے کامل غلام کی حیثیت سے مسلمانوں کو بھی، غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور اسلام کی خوبصورت اور روشن تعلیم سے دنیا کو روشن کرے گا اور پھر سے اُمّت واحدہ بنائے گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اسی بات سے یہ علماء انکاری ہیں اور لوگوں کو بھی، عامۃ المسلمین کو بھی غلط باتیں بتا کر فساد کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ اور انہیں وہ باتیں فساد پیدا کرنے کے لئے بتاتے ہیں کہ جن کا وجود ہی نہیں ہے۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور اس پر کامل ایمان کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن یہ فتنہ پرداز مولوی عوام الناس کے جذبات کو اس بات سے انگیخت کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کہا جائے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جو احمدی کہلاتے ہوئے پھر اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہ فاسق، فاجر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جماعت احمدیہ مسلمہ کا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ احمدی ختم نبوت کی وہ تعریف کرتے ہیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس کو قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے باہر ہو۔

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اس امّت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی مبعوث ہو۔ (کنز العمال جلد 11 صفحہ 251 کتاب الفضائل ذکر الصحابۃ و فضلھمؓ حدیث 32575 مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس آپ نے نبوت کا راستہ بند نہیں فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے سے باہر نکل کر کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ کوئی نئی شریعت نہیں آ سکتی۔ اور ہم اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح و مہدی ہونے کی حیثیت سے نبی بھی مانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں رکھتے ہوئے مانتے ہیں اور یہی پرانے علماء کا بھی مسلک تھا۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب ”تفہیمات الٰہیہ“ میں لکھتے ہیں کہ ”مجھ پر نبی ختم کئے گئے“ (یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسا کوئی شخص نہیں آئے گا جس کو اللہ سبحانہٗ لوگوں کے لئے شریعت دے کر بھیجے۔ (التفہیمات الالٰہیہ از شاہ ولی اللہ دہلویؒ جلد 2 صفحہ 85 مکتبہ حیدری لاہور 1967ء)۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو شریعت لے کر آئے۔ اس کے بغیر آ سکتا ہے۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (الدر المنثور جلد 5 صفحہ 204 تفسیر سورۃ الاحزاب مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

پس ہم اگر مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود مانتے ہوئے نبی کا درجہ دیتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل۔ پس علماء جو وقتاً فوقتاً عوام الناس کو اس حساس بات پر ابھارتے رہتے ہیں کہ احمدی یا وہ جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ قادیانی مرزا غلام احمد علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں تو ان کی یہ باتیں سوائے فتنہ کے کچھ نہیں ہیں۔

حکومت پاکستان کو یہ بڑا فخر ہے کہ انہوں نے اُس زمانے میں جب قانون پاس ہوا تھا اور اب اس کو 125 سال ہو گئے، نوّے سالہ مسئلہ، یہ ختم نبوت کا مسئلہ تھا اس کو حل کر دیا اور اس بات پر پاکستان میں علماء بھی اور بعض حکومتی کارندے بھی لوگوں کے جذبات کو ابھارتے رہتے ہیں۔ تو یہ تو ان کی وہ حالت ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ عامّۃ المسلمین بجائے اپنے ان علماء کی باتیں سننے کے یہ دیکھیں اور ان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا یہ زمانہ اس بات کو نہیں چاہتا کہ ایک مصلح آئے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور مسلمانوں کو اُمّت واحدہ بنائے۔ یقیناً یہ زمانہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا بھی کر دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مکمل اور پوری ہو چکی ہے۔ لیکن ان علماء نے نہیں ماننا کیونکہ ان کے منبر اور ان کی جو روٹی لگی ہوئی ہے وہ ان کے ہاتھ سے جاتی ہے۔ یہ مسلمانوں کو بھی بھڑکاتے رہیں گے اور پاکستان میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ملکی قانون بھی ان کو کھلی چھٹی دیتا ہے اس لئے وقتاً فوقتاً احمدیوں کے خلاف اس الزام کی وجہ سے جلسے جلوس اور گالم گلوچ بھی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ بداخلاق اور یہ رویّے ان مولویوں کو ہی مبارک ہوں۔ یہ تو یہ کر سکتے ہیں لیکن احمدی ایسی بیہودگیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

12/ربیع الاوّل کے حوالے سے ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کے نام پر پاکستان میں چند دن پہلے (یہ چار دن پہلے تھا) دوالمیال میں اوباشوں اور مولویوں نے جمع ہو کر جلوس نکالا۔ ہماری مسجد پر حملہ کیا۔ مسجد کے اندر احمدی تھے۔ احمدیوں نے اندر آنے نہیں دیا۔ دروازے بند تھے۔ لیکن پولیس کے کہنے پر جب احمدیوں نے دروازے کھولے اور پولیس کی اس ضمانت پر دروازے کھولے کہ وہ مسجد کی حفاظت کریں گے اُس وقت یہ بلوائی مسجد میں داخل ہو گئے اور پولیس ایک طرف ہو گئی۔ اور پھر انہوں نے مسجد کا سامان باہر نکال کر جلایا اور یوں انہوں نے اپنے زعم میں اسلام کی بہت بڑی خدمت کی۔

بہرحال ہم نے قانون سے نہیں لڑنا نہ ہم لڑتے ہیں جہاں تک مادی چیزوں کا سوال ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ ٹھیک ہے نقصان کیا، کر دیں۔ ہاں اپنے عقیدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان لانے کا اور توحید کو اپنے دلوں میں گاڑنے کا جہاں تک سوال ہے اس کے لئے ہم اپنی جانیں قربان کر سکتے ہیں لیکن اس سے ہٹنے والے نہیں اور ہمیشہ ہم یہی کہتے آئے ہیں اور اس کی خاطر قربانیاں بھی دیتے آئے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کے اعلان سے ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

یہ لوگ تو رسمی میلاد مناتے ہیں، رسماً اکٹھے ہوتے ہیں۔ تقریریں کیں اور ان کی جو تقریریں ہیں وہ بھی اکثریت پاکستان میں سوائے احمدیوں کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں ہوتیں۔ یہ مغلّظات بک کر وقتی طور پر ایک جوش نکال لیتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے انہوں نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کر لی۔ لیکن جماعت احمدیہ نے اصل خدمت کا بیڑا پہلے تو اُس وقت اٹھایا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا اور آپ نے یہی فرمایا کہ میں توحید کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میرے ذریعہ سے ہونی ہے۔ اور پھر خلافت ثانیہ میں اُس وقت جب ایک وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غیر مسلمانوں نے اخباروں اور کتابوں میں بیہودہ گوئیاں کیں، انتہائی غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے لکھنا شروع کیا تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بڑے پیمانے پر ہندوستان میں سیرت کانفرنسیں منعقد کیں اور احمدیوں اور غیر احمدیوں، سب مسلمانوں کو کہا کہ اب یہ وقت ہے کہ اختلافات چھوڑ کر اکٹھے ہو کر، جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسلام کا دفاع کرو اور وسیع پیمانے پر اس کا آپ نے ان کانفرنسوں کا آغاز فرمایا بلکہ جو غیر مسلم شرفاء تھے آپ نے ان غیر مسلموں کو بھی دعوت دی۔ مسلمانوں کے تو ایمان کا حصہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان لائیں اور آپ کی عزت و ناموس کی حفاظت کریں لیکن حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات تو تمام دنیا پر ہیں۔ آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں اس لئے جو غیر مسلم شرفاء ہیں وہ بھی آپ کی سیرت بیان کریں۔ چنانچہ بہت سے غیر مسلم پڑھے لکھے لوگوں نے جن میں ہندو بھی شامل تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اپنے مضامین پڑھے۔ 1928ء میں جب قادیان میں پہلا جلسہ ہوا تو اس میں ہندو شعراء کی دو نعتیں بھی پڑھی گئیں۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 43)

تمام ہندوستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر سیرت کانفرنسیں منعقد ہوئیں جیسا کہ مَیں نے کہا اور باوجود نظریاتی اور عقیدے کے اختلاف کے اس وقت کے غیر احمدیوں نے علماء سمیت، (بعضوں نے اس مہم کی مخالفت بھی کی تھی) لیکن ان میں بہت سارے ایسے تھے جنہوں نے اس منصوبے کو اور اس کوشش کو کامیاب بنایا۔ چنانچہ اخباروں نے اس پر تبصرے بھی کئے اور خبریں بھی شائع ہوئیں۔

ایک اخبار ”مشرق“ گورکھ پور ہے۔ 21/جون 1928ء میں اس نے لکھا کہ ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دوجہان سردارِ کون و مکاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کسی نہ کسی پیرائے میں مسلمانوں کے ہر فرقے نے کیا اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اول درجے پر ہمارا شہر رہے۔ جن اصحاب نے اس موقع پر تفرقہ اور فتنہ پردازی کے لئے پوسٹر لکھے۔ (کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے مخالفت کرنی ہی کرنی ہوتی ہے) اور تقریریں لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں۔ (یعنی اخبار کے پاس) وہ بہت احمق ہیں۔ اخبار لکھنے والا کہتا ہے وہ بہت احمق ہیں جو ہمارے

عقیدے سے واقف نہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان رکھے وہ ناجی ہے۔ آگے لکھتا ہے کہ بہرحال 17؍جون کو جلسہ کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ و سنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کرسکتی۔ (تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ 37-36)

پھر ایک اخبار 'سلطان' کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔ یہ بنگالی اخبار ہے۔ اس نے 21؍جون میں لکھا کہ جماعت احمدیہ نے 17؍جون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کئے۔ ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ تقریباً سب جگہ کامیاب جلسے ہوئے اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اس نواح میں احمدیوں کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ روز بروز طاقتور ہو رہی ہے اور لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کر رہی ہے۔ ہم خود بھی اس طاقت کا اعتراف کرتے اور ان کی کامیابی کے متمنی ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ 38-37)

تو یہ اس وقت اخباروں نے بھی لکھا اور غیروں نے ساتھ بھی دیا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا سوال تھا۔ جماعت احمدیہ کو کسی سے خراج تحسین لینے کی ضرورت نہیں۔ یہ کوشش تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لئے کی تھی کہ اسلام دشمنوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہنسی ٹھٹھا کرنے والوں کو یہ پتا چلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا تھا اور یہ کہ اس بات پر مسلمان ایک ہیں۔ قادیان میں بعض ہندوؤں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریریں کیں۔ الفضل نے خاص طور پر اس وقت خاتم النبیین نمبر شائع کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ 33)۔ اور اس کے بعد سے جماعت احمدیہ مسلمہ تو باقاعدہ سیرت النبی کے جلسے منعقد کرتی ہے۔ آپ نے جو چار پانچ نکات دیئے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ بجائے صرف 12؍ربیع الاول کے، سارا سال مختلف وقتوں میں سیرت کے جلسے ہونے چاہئیں۔ (تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ 31)

بہرحال یہ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہے اور جلسے منعقد ہوتے ہیں اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دوسو سے زائد ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے یہ جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور انشاء اللہ احمدی ہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جو مقام ختم نبوت کا صحیح ادراک رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام سے دنیا کو روشناس کروا رہے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہمیں اس زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام نے بتایا کہ اگر خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑو کہ آپ ہی اب راہ نجات ہیں۔ کوئی اَور ذریعہ نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں''۔

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 456)

آپ نے کبھی اپنے آپ کو بڑا نہیں ثابت کیا۔ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی ہی بیان فرمائی۔

پھر اس الزام کو رد کرتے ہوئے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 342۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جو ہمیں ختم نبوت کا منکر سمجھتے ہیں وہ خود اندھے ہیں اور ان کے دل کھوکھلے ہیں۔ سوائے نعرہ بازی اور فتنہ و فساد کے اور توڑ پھوڑ کے ان کے پاس اور ہے ہی کیا۔ کیا اسلام کا جو پیغام اس وقت جماعت احمدیہ دنیا میں پھیلا رہی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل نہیں ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لئے مانگی گئی دعاؤں سے مسیح موعود کی جماعت ہی حصہ لے رہی ہے۔

پھر ختم نبوت کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) دیا جو خاتم المومنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النبیینؐ ہے۔ اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے۔ کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی۔ وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 342-341۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو بیان فرماتے ہوئے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کیا بنی اسرائیل کے بقیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خداوند خدا پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانات میں میرا مقابلہ کرے۔ مَیں پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ پھر یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی قوت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی تبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں، جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں۔ اور کسی دوسرے نبی کے متبع کو یہ آج فخر نہیں ہے کہ وہ اس طرح پر دعوت کر کے ظاہر کر دے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے ہی متبوع کی قوت قدسی کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔ یہ فخر صرف اسلام کو ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جن کے انفاس طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مردِ خدا خدانمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 414-413۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ، آپ کے عجز و انکسار اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے آپ کی محبت میں سرشار ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''حدیث میں آیا ہے کہ اگر فضل نہ ہوتا تو نجات نہ ہوتی''۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی وجہ سے نجات ہوتی ہے۔) ''ایسا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے سوال کیا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ سوال کیا) کہ یا حضرت کیا آپ کا بھی یہی حال ہے۔'' (یہ جو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو نجات نہیں ہوتی تو آپ کا بھی یہی حال ہے؟) ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا 'ہاں'۔'' آپ فرماتے ہیں ''یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کمال عبودیت کا اظہار تھا جو خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو جذب کر رہا تھا۔'' پھر آپ بیان فرماتے ہیں کہ ''ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے اور متعدد مرتبہ آزمایا ہے بلکہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ جب انکسار اور تذلّل کی حالت انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور ہماری روح اس عبودیت اور فروتنی میں بہ نکلتی ہے اور آستانہ حضرت واہب العطایا پر پہنچ جاتی ہے تو ایک روشنی اور نور اوپر سے اترتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک نالی کے ذریعہ سے مصفّٰی پانی دوسری نالی میں پہنچتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جس قدر بعض مقامات پر فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) روح القدس کی تائید اور روشنی سے مؤید اور منوّر ہیں جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی اور فعلی حالت سے دکھایا ہے۔ یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انوار و برکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابدالآباد تک اس کا نمونہ اور ظل نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی اطاعت اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی اتباع سے ملتا ہے۔'' فرمایا ''مَیں سچ کہتا ہوں کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔'' (اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ) ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 204-203۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا کہ آپ کی اتباع کرو تو پھر اللہ کی محبت ملے گی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نازل کرنے کی غرض بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اس لئے مَیں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے

اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ اس میں (معاذ اللہ)، اللہ تعالیٰ کی طرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائے گا"۔(پھر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا فضول بات ہوگی) حالانکہ اس کی ذات پاک ہے (سبحانہ وتعالیٰ شانہٗ)۔پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ (الانبیاء:108) اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن (البقرہ:3)۔یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 340۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر قرآن کریم کی بلند شان ہونے اور اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ قرآن مجید میں متفرق کتابوں کے تمام کمالات جمع ہیں اور صرف بطور قصہ کے نہیں بلکہ ایک مومن کے لئے عمل کرنے کے لئے ہیں آپ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیئے۔اسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں کر دیئے اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام اُمّتوں میں تھے وہ اس اُمّت میں جمع کر دیئے۔پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسی کے موافق اس نے ہمیں قُویٰ بھی عطا کئے ہیں کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے۔اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ اس گروہ کی تعداد کے موافق کھانا تیار کرے اور اسی کے موافق ایک مکان (یعنی دعوت کی جگہ بھی) ہو۔یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کرے اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کُٹیا بنا دے"۔(دعوت کرے ہزار آدمی کی اور جگہ بالکل تھوڑی سی رکھے۔)"نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔(ان کے بیٹھنے کی جگہ بھی اتنی ہی رکھنی پڑے گی۔) اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے۔(قرآن کریم ایک دعوت اور ضیافت ہے) جس کے لئے کُل دنیا کو بلایا گیا ہے۔(یہ دعوت، یہ شریعت تمام دنیا کے لئے ہے)۔اس دعوت کے لئے خدا تعالیٰ نے جو مکان تیار کیا ہے وہ انسانی قویٰ ہیں"۔(انسان میں جو طاقتیں وہ بنائی گئی ہیں وہ بیٹھنے کے لئے مکان ہے اس لئے ہر انسان کے لئے یہ کہنا کہ ہم قرآن کریم کے فلاں حکم پر عمل نہیں کر سکتے یہ بڑا مشکل ہے یہ غلط ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو وہ طاقتیں دی ہیں کہ ان پر عمل ہو سکے۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ)"جو اُن لوگوں کو دیئے گئے ہیں جو اس امت میں ہیں"۔(مسلمانوں میں ان حقیقی مسلمانوں میں جو خالص ہوکر اپنے ایمان پر قائم ہیں ان کو یہ قویٰ دیئے گئے ہیں۔) پھر فرمایا کہ"قُویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا"۔آپ فرماتے ہیں کہ"اَب اگر بَیل، کتّے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کی تعلیمات کو پیش کریں تو وہ نہیں سمجھ سکتے۔اس لئے کہ ان میں وہ قُویٰ نہیں ہیں کہ جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کرسکیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ قُویٰ دیئے ہیں کہ ہم ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 341-340۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اگر انسان اپنے آپ کو یہ کہہ کر جانور نہ سمجھے کہ ہمیں قویٰ نہیں، ہمیں طاقتیں نہیں کہ قرآن کریم پر عمل کرسکیں۔اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو وہ طاقتیں دی ہیں اور ان کو نکھارنا پھر انسان کا کام ہے تا کہ قرآن کریم کے حکموں پر عمل کرے۔

مسلمانوں کے رویّے کیا ہیں؟ اور آپ کس طرح اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت رکھتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں۔اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اس زمانے میں سب سے بڑی عبادت کیا ہے؟ فرمایا کہ:

"ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دُور کرنے میں کچھ حصہ لے۔بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دُور کرنے میں ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ لے۔اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھاوے۔اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ۔اگر دنیا میں بھی درجہ پالیا تو کیا حاصل۔عقبیٰ کا ثواب لو جس کی انتہا نہیں۔ہر ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی توحید وتفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہئے جیسا کہ خود اللہ کو اپنی توحید کا جوش ہے۔غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہوکر بیٹھ رہیں؟ اگر اس وقت کوئی شخص کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر لوگ بے حیائی سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگاتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں تو یاد رکھو کہ وہ بیشک بڑی باز پُرس کے نیچے ہے۔چاہئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو۔"(تمہارا اپنا دین کا جتنا علم ہے اس راہ میں خرچ کرو)"اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ۔حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجّال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائے گا۔مثل مشہور ہے۔'ہر کمالِ راز والے'۔تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں اور اب وقت قریب ہے کہ اس کا خاتمہ ہو جائے۔اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 395-394۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور اس نور اور روشنی کو دکھانے کے لئے اور پھیلانے کے لئے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم آپ کی بیعت میں آئے ہیں اب اس مشن کو آگے چلانا بھی ہمارا کام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام براہین احمدیہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"جو الہام ہے وہ یہ ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم"۔ آپ فرماتے ہیں کہ"یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔سبحان اللہ اُس سرور کائنات کے حضرت احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا رُوئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب
واں کُجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 598-597 حاشیہ)

کہ میرے محبوب جیسا کوئی نہیں ہے۔اس کے ہاں چاند اور سورج کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ایسا چہرہ کہاں کہ اس جیسی آب وتاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو۔

اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ درود کس غرض سے پڑھنا چاہئے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

'درود شریف......اس غرض سے پڑھنا چاہئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کرے اور اس کو تمام عالَم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اُس کی بزرگی اور اُس کی شان وشوکت اِس عالَم اور اُس عالَم میں ظاہر کرے۔یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے"۔(اسی طرح درود شریف پڑھتے ہوئے دعا ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے لئے دعا ہونی چاہئے جس طرح اپنی کسی مشکل میں گرفتار ہوکر انسان دعا کرتا ہے)"بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرّع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے۔(فرمایا کہ اس سے کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے)"کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہوگا یا یہ درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوں اور اُس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے۔" (مکتوبات احمدؑ جلد 1 صفحہ 523۔ایڈیشن 2008ء)

پس دشمن ہمیں جو چاہے کہتا رہے۔ہم پر جو بھی الزام لگاتے ہیں لگاتے رہیں۔ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور ہمیں سب سے بڑھ کر آپ کے خاتم النبیین ہونے کا اِدراک ہے اور یہ سب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دشمن کے ہر حملے اور ہر ظلم کے بعد پہلے سے بڑھ کر اپنے ایمان میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہلے سے بڑھ کر بھیجنے والے ہوں تا کہ مسلمانوں کو بھی آپ کے اس مقام کا صحیح اِدراک حاصل ہو اور یہ بھٹکے ہوئے مسلمان بھی صحیح رستے پر آجائیں اور دنیا میں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلے۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: رپورٹ دورہ کینیڈا 2016ء
..................از صفحہ نمبر20

نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج کا پیغام نہایت واضح تھا کہ ہم سب کو محبت کے ساتھ رہنا چاہئے اور ہمیں کسی سے نفرت کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہیں گے تو امن قائم نہیں ہوسکتا۔ جب میں نے حضور کا خطاب پارلیمنٹ میں سنا تو مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ پارلیمنٹ میں اس طریق پر کوئی مسلمان راہنما اس طرح خطاب کرسکتا ہے۔ حضور میں خوف کی کوئی جھلک نظر نہیں آئی اور نہایت نڈر طریق پر آپ نے تقریر کی اور لوگوں کو یقین ہوگیا کہ یہی اسلام کا صحیح اور سچا پیغام ہے۔ اور آپ نے کہا کہ یہ جو جنگیں ہو رہی ہیں ان کے پیچھے کچھ لوگ ہیں جو اس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ آج کے خطاب میں حضور نے محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں کے حوالہ سے بات کی کہ یہ سب کا لائحہ عمل ہونا چاہئے اور یہی سچ ہے۔ میں 1980ء سے احمدی مسلمان ہوں اور گزشتہ 15-10 سالوں میں جماعت سے دور ہوگیا ہوں لیکن اب مجھے خیال آتا ہے کہ مجھے علماء کے ساتھ تعلق رکھنا چاہئے۔

☆ سانٹا الوئی۔ یوگینڈا مدر چرچ- (Santa Aloi Uganda Mother Church) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح کا آج کا پیغام عفو ودرگزر اور قیام امن کے بارہ میں تھا۔ خاص طور پر یہ کہ سب مذاہب ایک خدا کو مانتے ہیں لیکن مختلف ناموں سے اسے یاد کرتے ہیں۔ اور حضور نے خاص طور پر مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ تمہیں قیام امن کے لئے زیادہ کوشش کرنی ہے یہ سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔

☆ سرندر سدھو (Surrinder Sidhu) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ ایک زبردست موقع تھا حضور کے خطاب کی وجہ سے جس میں آپ نے امن، محبت اور تمام دنیا کی بہتری کے بارہ میں باتیں بیان کیں۔

☆ فیڈل۔ طالبعلم (Fidel- Student) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: تمام پروگرام، حضور کا خطاب نہایت عمدہ تھا اور میرے دل میں اتر گیا۔ اور حضور سے ملاقات کو بیان کرنے کے میرے پاس الفاظ نہیں۔ یہ میری زندگی کا نہایت اہم تجربہ تھا۔

☆ شیعہ مسلمان طالبعلم فرشتہ (Frishtah - Shia Muslim - Student) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور کا اسلام اور امن کے بارہ میں خطاب عین میری سوچ کے مطابق تھا۔ اور حضور کے چہرہ پر جو نور عیاں تھا بہت خوبصورت تھا۔

☆ گیرتھ کالوے اور ڈینا کالوے (Garith Calaway & Daina Calaway) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: نہایت مؤثر پیغام تھا۔ اور نہایت خوشکن تبدیلی تھی اس سے جو ہم روز دنیا میں دیکھتے ہیں۔

☆ باراکاتھ (Barakath) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آپ کا خطاب نہایت موثر اور دنیا کے تمام لوگوں کے لئے تھا۔ میری خواہش ہے کہ یہ پیغام دنیا کے تمام لوگوں تک پہنچ سکے۔

☆ لوسی کرانول۔ پبلک ریلیشن گائینیز اور کاریبین کمیونٹی (Lucy Cranwell- PR for the Guyanese & Caribbean Community) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفہ کی تقریر سے میں نے بہت سی ایسی باتیں سیکھی ہیں جن کا مجھے پہلے علم نہ تھا۔ نہ صرف یہ کہ آپ نے خطاب فرمایا بلکہ اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ ہم کیسے ایک دوسرے سے محبت کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح تمام انسانیت ایک ہے۔ ان کی ایک بات کا مجھ پر گہرا اثر ہوا کہ بحیثیت انسان ہم کسی نہ کسی بات پر اختلاف کرسکتے ہیں لیکن ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اس کا حل کیسے نکال سکتے ہیں۔ ہمیں پہلے اپنی بات سمجھنے کی ضرورت ہے پھر ہم عدل و انصاف کے ساتھ مسائل حل کر سکتے ہیں۔ ایک اور بات جس نے مجھے ششدر کر دیا وہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے اختلافات دور نہ کریں اور مل کر رہنا نہیں سیکھ سکے تو پھر اس کے نتیجہ میں آنے والی نسلیں اس کا خمیازہ بھگتیں گی۔ ہمیں خدا نے بتایا ہے کہ ہمیں باوجود اپنے اختلافات کے مل کر رہنا چاہئے۔

☆ میگن طالبعلم یارک یونیورسٹی (Megan- Student at York University) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے آج یہاں آکر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور یہ دیکھ کر بہت اچھا لگ رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کس طرح مختلف طبقات کے لوگوں کو قریب لا رہی ہے۔ اور میرے خیال میں اسی چیز کی دنیا کو ضرورت ہے۔

☆ ابوبکر یوسف ممبر زیمتا کمیونٹی (Abu Bakr Yousaf - Member of Zumita Community) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جو میں نے سنا اور دیکھا اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ حضور نے اپنے خطاب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی مثالیں پیش کیں اور ہمیں توجہ دلائی کہ ہمیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے یہ بھی ثابت کیا کہ انہوں نے جبراً کبھی کسی کو اسلام میں داخل نہیں کیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح تمام انسانیت کی خدمت کی۔ حضور نے قرآن کریم کے حوالہ سے بھی اسلامی تعلیم پر روشنی ڈالی جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ اور کس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی، یہودی، ہندو یا کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کو ان کے حقوق دئے اور توجہ دلائی کہ بحیثیت انسان ہم سب ایک ہیں۔ حضور نے اپنی تقریر میں دکھی انسانیت کی طرف بھی توجہ دلائی کہ ان کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ حضور بیان کر رہے تھے کہ ہمیں جبر، ظلم و تشدد اور خودغرضی کو چھوڑ کر مل کر رہنا ہوگا اور یہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے۔

☆ گنیش آئی ٹی پروفیشنل (Gannesh- IT Professional) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے خلیفہ سے مل کر خوشی ہوئی اور اس طرح کے پروگرام میں شامل ہو کر خوشی محسوس کرتا ہوں۔

☆ مقصود طالبعلم (Maqsood- Student) نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کاش کہ ہم سب ایسا ہی سوچتے جیسا کہ حضور نے بیان کیا۔ میں حضور کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں یہ پیغام اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کروں گا۔

☆ کرشہ (Krisha) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرا یہاں آنا میرے لئے باعث عزت اور فخر ہے اور یہ تقریر جس کا موضوع امن تھا بہت اچھی تھی۔ ہم ٹیلیویژن پر بہت سی تقاریر سنتے ہیں جس میں جنگ و جدل اور نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ اس لئے یہ محبت اور امن پسند باتیں سن کر خوشی ہوئی۔

☆ شانٹیل (Chantelle) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی اور آپ لوگوں کا مجھے مدعو کرنا میرے لئے باعث فخر ہے۔ اور تقریر میں ان باتوں کا ذکر تھا کہ ہم کیسے مل کر رہ سکتے ہیں اور میں امید کرتی ہوں کہ اور لوگ بھی اس پیغام کو سن سکیں گے۔

☆ انیتا ثمرہ (Anita Samra) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ ایک نایاب موقع تھا خلیفہ کی تقریر سننے کا اور اسلامی کمیونٹی کو دیکھنے کا۔ میرے لئے نہایت خوشی کا باعث ہے اور مجھے حضور کے آٹوگراف لینے کا موقع بھی ملا۔

☆ ہیو کورٹنی۔ ڈیزائنر (Hugh Courtney- Designer from Toronto) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور کا خطاب نہایت پُر تاثیر تھا۔ میں بہت خوش اور متاثر ہوں۔ خلیفہ میں ایک رعب ہے اور جب میں آپ کے قریب پہنچی تو ایک لرزہ سا مجھ پہ طاری تھا اس لئے یقیناً آپ میں کوئی قوت (قدسی) ہے۔ حضور ایک عاجز انسان ہیں اور یہ عاجزی انسان محسوس کرسکتا ہے۔

☆ فرانسس عطاو۔ ممبر آف یوگینڈا میٹرز چرچ (Francis Atao - Member of Uganda Matters Church of Canada) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفہ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ہم کس طرح اس قول یعنی ”محبت سب کے لئے“ کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہیں۔ اور آپ نے خود اپنے عمل سے دکھایا کہ کس طرح ہم اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ آپ نے اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی جس سے واضح ہوگیا کہ جو باتیں میڈیا میں اسلام پر کی جاتی ہیں وہ جھوٹ ہیں اور جو باتیں خلیفہ نے بیان کیں وہ سچ ہیں اور یہ کہ حقیقی مسلمان دوسروں کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔

☆ جیک گرین برگ انٹاریو پی سی یوتھ ایسوسی ایشن (Jack Greenberg- Ontario PC Youth Association) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفہ کی تقریر جذبات سے بھری تھی جس سے میری بہت حوصلہ افزائی ہوئی اور آپ نے اپنے خطاب میں دنیا میں قیام امن کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔ میرے خیال میں خلیفہ نہ صرف احمدیوں کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ایک زبردست آواز ہیں۔ خلیفہ نے یہ جو بات فرمائی اس کا مجھ پر گہرا اثر ہوا کہ ہم ایک اور جنگ عظیم برداشت نہیں کرسکتے۔ اور یہ کہ تمام قوموں کو مل کر کام کرنا ہے اور اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے۔

☆ پیارا سنگھ کادووال مصنف (Pyaara Singh kadowal - Writer) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جو الفاظ حضور نے بیان فرمائے قیام امن کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ اگر ہم ان آدھی نصائح پر بھی عمل کرسکیں تو ہماری انفرادی اور معاشرتی زندگیوں میں امن قائم ہوجائے گا جو جنگیں ہو رہی ہیں وہ ختم ہو جائیں گی۔ میں آج کی تقریر سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔

☆ پیٹر زورنٹس ریل اسٹیٹ (Peter Zorontos - Real Estate) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں اظہار تشکر کرنا چاہ رہا تھا، حضور نے مجھے اس کا موقع عنایت فرمایا۔ مجھے حضور سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔

☆ ہرجوت (Harjot) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے اچھا لگا۔ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں، بہت اچھا تھا۔

پریس اور میڈیا کوریج

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نیشنل پیس سمپوزیم کی پریس اور میڈیا میں کوریج ہوئی۔

☆ اخبار "Global News" میں کوریج ہوئی جس کی روزانہ پڑھنے والوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔

☆ اس کے علاوہ پیس سمپوزیم کے پروگرام میں چار مختلف زبانوں کے میڈیا والے لوگ حاضر تھے جن میں آٹھ اردو، چھ پنجابی ایک عربی اور ایک بنگالی تھے۔ ان سب کا تعلق بعض TV چینل، ریڈیو چینل اور مختلف اخبارات سے تھا۔

☆ سوشل میڈیا Twitter اور Instyagram کے ذریعہ تین لاکھ 92 ہزار افراد تک پیس سمپوزیم کے بارہ میں خبر پہنچی۔

23 اکتوبر بروز اتوار 2016ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ”مسجد بیت الاسلام“ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور خطوط، رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور دفتری امور کی انجام دہی میں حضور انور کی مصروفیت رہی۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کا وزٹ۔

طلباء جامعہ احمدیہ کے ساتھ کلاس

پروگرام کے مطابق گیارہ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ کینیڈا میں تشریف لائے۔ مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ ہادی علی چودھری صاحب اور جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کرام نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تمام اساتذہ کرام اور سٹاف کے ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ کی گیلری سے گزرتے ہوئے نمائش بھی ملاحظہ فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں جامعہ کے تمام طلباء کلاس وائز اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک طرف مدرسۃ الحفظ کے طلباء بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم حافظ فراس احمد نے کی۔ قرآن کریم کی تلاوت کا ترجمہ پروگرام میں نہیں رکھا گیا تھا جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ترجمہ رکھنا چاہئے تھا۔ یہ ضروری ہے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک طالب علم عزیزم فرخ طاہر صاحب کو بلایا اور خود قرآن کریم سے ان آیات کا ترجمہ نکال کر دیا۔ جس پر اس طالب علم نے یہ ترجمہ پڑھا۔

اس کے بعد عزیزم مصلح الدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا: ’’قیامت نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو‘‘۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب امارات الساعۃ)

بعد ازاں عزیزم فرخ طاہر نے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کا منظوم کلام

حمد وثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی

سے منتخبہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد عزیزم عمر فاروق نے ’’حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے عہد مبارک میں شمالی امریکہ میں نفوذ احمدیت‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسری تقریر عزیزم سیّد لبیب جنود نے ’’خلافت احمدیہ کے ذریعہ شمالی امریکہ میں احمدیت کا نفوذ‘‘ کے موضوع پر کی۔

بعد ازاں حفظ القرآن کلاس کے طالبعلم عزیزم ریّان میاں نے ’’قرآن کریم کو حفظ کرنے کی اہمیت‘‘ پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔

اس کے بعد حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تمام کلاس وائز بیٹھے ہوئے ہیں؟ جس پر پرنسپل صاحب نے عرض کیا کہ تمام کلاسز کو کلاس وائز بٹھایا گیا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ایک مربی اور مبلّغ کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

ایک طالب علم نے بتایا کہ ایک مربی اور مبلّغ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنا چاہئے اور روزانہ فجر کی نماز سے پہلے کم از کم دو گھنٹے تہجد پڑھنی چاہیے، پھر قرآن کریم کی تلاوت کرے اور نماز فجر کے بعد بھی قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ یہ سب سے بنیادی بات ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان ملکوں میں رہ کر تم سردیوں میں تو دو گھنٹے تہجد پڑھ لو گے مگر گرمیوں میں کیا کرو گے؟

پھر حضور انور نے دریافت فرمایا اور کیا ذمہ داری ہے؟ یہ تو ہر مسلمان کا فرض ہے، نمازیں پڑھنا، اللہ سے تعلق قائم کرنا، بلکہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر احمدی کو کم از کم دو نفل تو صبح پڑھنے چاہئیں۔ لیکن مربی تو جماعت کے لوگوں کی Cream ہے۔ جس نے تربیت بھی کرنی ہے اور تبلیغ بھی کرنی ہے۔ تبلیغ اور تربیت کے لیے تو پھر اپنا نمونہ قائم ہونا چاہیے۔ اور نمونے قائم کرنے کے لیے جہاں اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے، قرآن کریم کا علم سیکھنا ہے اور اس کو گہرائی میں جاننا ہے۔ قرآن کریم کا علم کس طرح آئے گا؟ سب سے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ سے جو ہمیں باتیں پتہ لگتی ہیں، جو آپ نے وضاحتیں کی ہیں پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھنا بڑا ضروری ہے۔ بہت سارے جامعہ کے طلباء، وہاں افریقہ میں بھی میں نے دیکھے ہیں، افریقن طلباء جو تعلیم کے لئے پاکستان بھی آئے، ان میں سے بعض ایسے تھے جو بڑے شوق سے کتابیں خریدتے تھے، روحانی خزائن خریدتے تھے۔ اپنی لائبریری بناتے تھے اور پھر ان کتب کو پڑھتے تھے۔ جامعہ میں ہوتے ہوئے انہوں نے بہت سارے حوالے یاد کر لئے تھے۔ جو تبلیغ میں کام آتے ہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنا نمونہ قائم کرنا ہے۔ ہر چیز میں نمونہ بنیں تا کہ جماعت کے لوگوں کی تربیت کر سکیں۔ ہر ایک کی نظر آپ پر ہوتی ہے۔ عاجزی پیدا ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر ہے اس کا ایک مصرعہ ہے: ’’بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں‘‘ اس کا اگلا مصرعہ کیا ہے۔

اس پر ایک طالب علم نے بتایا: ’’شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں‘‘۔

تو اس پر حضور انور نے فرمایا تو یہی ہے اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل کرنا۔ وصل کیا ہوتا ہے۔ سادسہ میں ہو گئے ہو اور ابھی بھی بے اعتمادی سے جواب دے رہے ہو۔

اس پر ایک طالبِ علم نے بتایا ملاقات۔

حضور انور نے فرمایا ہاں ملنا۔ تو اللہ تعالیٰ سے ملنے میں، تعلق رکھنے میں، اس کی قربت حاصل کرنے میں یہ

ضروری ہے لیکن ایک چیز شرط ہے۔ ایک مصرعہ ہے:

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو

اس کا اگلا مصرعہ کیا ہے؟

اس پر ایک طالب علم نے بتایا:

کبر و غرور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اب یہ شعر صرف پڑھنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ عمل کرنے کے لئے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ایک مربی اور مبلغ اور جامعہ کے طالب علم کے ہر فعل اور عمل سے اس کا اظہار ہونا چاہئے۔

☆...... بعد ازاں ایک طالب علم نے سوال کیا کہ جب آپ خلیفہ بنے تھے اور اس وقت سے لے کر اب تک آپ کی طبیعت میں کوئی ایسی تبدیلی آئی ہو جس کو آپ نے خود بھی نوٹس کیا ہو؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو دوسرے دیکھنے والے ہیں ان کو پتہ ہونا چاہئے۔ تبدیلی تو دس منٹ کے بعد ہی آ جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کا خوف زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ پہلے دس پندرہ منٹ پتہ ہی نہیں لگتا کہ ہو کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر خیال آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ہی سنبھال لے گا اور پھر سنبھال لیتا ہے۔ باقی میں تو جیسا پہلے تھا ویسا اب ہوں۔

☆...... ایک طالبِ علم نے عرض کیا۔ آج کل دماغی امراض (Mental Illness) اور ڈپریشن کافی لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ بطور مربی ہم ان کی کیسے مدد کر سکتے ہیں اور کیا اسلامی تعلیمات دوا کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ نسخہ تو دے دیا۔ اللہ سے تعلق پیدا کرو، لو لگاؤ، ایک یہ ہے کہ دنیاوی خواہشات کی وجہ سے دماغی امراض (Mental Illness) دنیا میں زیادہ پیدا ہو رہی ہے، دوسری طرف بہت کم کیسز ایسے ہیں جو فنیٹک (Fanatic) ہو جاتے ہیں یا مذہبی طور پر اتنے ڈوب جاتے ہیں کہ پھر ان کو دماغی عارضہ اور طرح کا ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں اکثریت نہیں ہے۔ Exceptions تو ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن عموماً جس میں دنیا داری زیادہ ہے یا دنیا کی خواہشات زیادہ ہیں، ان کی جب خواہشات پوری نہیں ہوتیں اور Frustration ہوتی ہے بے چینیاں ہوتی ہیں۔ ماں باپ کو بعض دفعہ بچوں کی وجہ سے پریشانیاں ہو جاتی ہیں اور بعض کو مالی معاملات کی وجہ سے ہو جاتی ہیں بعض کے اور مسائل ہیں تو اس کا حل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کیا جائے، اس پر بھروسہ کیا جائے، اس سے مانگا جائے، اس سے تعلق پیدا کیا جائے، ایک تو یہ چیز ہے جس کو آج کل دنیا میں پیدا کرنا چاہئے، دنیاوی خواہشات زیادہ ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جب کسی کی دنیا دیکھو، کسی کا مال و دولت دیکھو تو اِس پر لالچ کر کے اس کی طرف نظر کر کے وہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو، تمہیں اس میں حسد اور حرص پیدا نہ ہو لیکن کسی کا دین دیکھو اور خدا کی راہ میں اس کی قربانی دیکھو تو کوشش کرو کہ میں بھی اس مقام تک پہنچوں تا کہ اللہ سے تعلق قائم ہو تو یہی ایک نسخہ ہے جس کے لئے انبیاء آتے ہیں جس کے لئے مذہب کی تعلیمات ہیں اور اسی بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار دہرایا ہے کہ میں اسی مقصد کے لئے آیا ہوں کہ بندے کو خدا سے ملاؤں۔ جو دوریاں پیدا ہو گئی ہیں ان کو نزدیک کروں۔ تو یہ ایک ایسی چیز نہیں ہے جو ایک دم یا ایک نصیحت سے پیدا ہو جائے گی یا over night کسی میں تبدیلی لے آئیں گے۔ دنیا کا جو ماحول ہے اتنا زیادہ بگڑ چکا ہے اور خواہشات اتنی بڑھ چکی ہیں، frustrations اتنی زیادہ ہیں، بے چینیاں اتنی زیادہ ہیں، قناعت میں کمی ہو چکی ہے۔ مستقل ایک process ہے جس کو ہم نے بار بار کہہ کہہ کے کم از کم جن لوگوں کی ذمہ داریاں ہم پر ہیں، ان میں قائم کرنا ہے لیکن سب سے پہلے اپنے آپ میں پیدا کرنا ہوگا۔ بعض نیک لوگوں میں بزرگوں میں اس لئے بے چینیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا نہیں کرتے۔ کیوں اپنی تباہی کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چینی اگر تھی تو دنیا کے لئے تھی، لوگوں کے لئے تھی دنیا کی خواہشات کے لئے نہ تھی۔ فلعلک باخع نفسک۔ اللہ تعالیٰ نے جو کہا وہ اس لئے کہا کہ دنیا کے لئے تم بے چین ہو، وہ بے چینی گھبراہٹ کیوں تھی، وہ اس لئے تھی کہ لوگ اپنے خدا کو پہچانیں اور ہلاکت سے بچیں۔ لیکن ایک دنیاوی خواہشات کے لئے بے چینیاں ہیں ڈپریشن ہیں، اور پھر مریض بن جاتے ہیں وہ اور چیز ہے۔ ان ملکوں میں چند دن ہوئے ایک ماں میرے پاس آئی ڈپریشن کی مریضہ تھی، ساتھ اس کے بیٹا بھی تھا، میں نے چند سوال کئے بیٹے سے بھی اور اُس کی والدہ سے بھی۔ میں نے اس لڑکے کی حالت دیکھ کر کہا تم اصل وجہ ہو اپنی ماں کی ڈپریشن کی۔ ماں رو پڑی اور کہتی ہاں یہی وجہ ہے۔ تو یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ تو اس لئے آپ جو جامعہ کے طالب علم ہیں جوان ہیں، اپنے اپنے ماحول میں اپنے ساتھیوں کو اِس وقت ہی اِس بات کی طرف مائل کرو کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ ان ملکوں میں رہ کر بجائے اس کے کہ یہاں کی بے حیائیوں اور غلط باتوں کو سیکھیں۔ اچھی باتیں ہر قوم میں ہوتی ہیں، اچھی باتوں کو اپنائیں۔ بری باتوں سے بچیں۔ اپنی ایک جو انفرادیت ہے، اپنی ذمہ داری ہے اسے محسوس کریں اور انہیں قائم کریں۔

☆...... ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضور کے غیر از جماعت احباب کے ساتھ جو خطاب ہوتے ہیں ان کے بعد ان کا کیا تاثر ہوتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: جو میرے پاس ملنے آئے وہ یہی کہہ رہے تھے کہ آپ نے بڑے اچھے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ایک سردار جی کہہ رہے تھے کہ آپ بڑی طاقتوں کو اور بڑی حکومتوں کو یو این او (UNO) وغیرہ کو بھی سب کچھ کہہ دیتے ہیں تو وہ بہت جذباتی ہو کر اس بارے میں میرے سامنے رو پڑے۔ تو بعض لوگوں پر اس طرح بھی اثر ہوتا ہے۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ میں کہوں اور سب لوگ میری بات مان لیں۔ بعض صرف ادب کی وجہ سے اچھے اخلاق دکھانے کے لئے سب کچھ اچھا کہہ دیتے ہیں لیکن بعض لوگوں کے چہروں سے ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ ان پر اثر ہو رہا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سو فیصد جو تعریف کر رہا ہوتا ہے وہ واقعی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔ اصل تعریف تو تب ہے جب اس پر عمل ہو۔ جب عمل نہیں کرنا تو پھر کوئی فائدہ نہیں۔ میں ہر ہفتہ اتنی باتیں کرتا ہوں، کچھ نہ کچھ نصیحت تو ہر ایک کے لئے ہوتی ہے۔ تم مجھے بتاؤ تمہارے پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ ایک دن ایک گھنٹہ مجلس میں بیٹھ کر بہت اثر ہو جائے۔

☆...... ایک طالب علم نے سوال کیا۔ جب آپ کینیڈا آتے ہیں ہمیشہ گرمیوں میں آئے ہیں، اس دفعہ سردی میں آ کر کیسا لگ رہا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہاں سردی بس جلدی شروع ہو گئی ہے۔ یوکے اور یورپ میں یہ موسم ایک مہینہ بعد آ جائے گا لیکن سردی اچھی ہے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اتنی جلدی سردی آ جائے گی۔ پھر بھی احتیاطاً میں گرم کپڑے لے آیا تھا۔

☆...... ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضور جب ہم مربی بن کر جماعتوں میں جائیں گے سیاست دیکھ کر ہمارا کیا ردعمل ہونا چاہئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سیاست کیا ہوتی ہے؟ ایک ملک کی سیاست ہوتی ہے، ایک خاندانی سیاست ہوتی ہے، بعض لوگوں کو ویسے ہی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی عادت ہوتی ہے۔ اگر تم جماعت کی سیاست کی بات کر رہے ہو بعض لوگوں کے غلط رویے ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ سامنے کچھ اور کہتے ہیں اور پیچھے کچھ اور کہتے ہیں۔ مربیان کو میں ہمیشہ یہی نصیحت کیا کرتا ہوں کہ انہیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے کسی بھی فریق کا حصہ نہیں بننا۔ اگر غلط بات دیکھو تو رد کرو۔ اگر تم دیکھو کہ اگر بڑا بھی بات کر رہا ہے، جس سے آپس میں رنجشیں پیدا ہونے کا خطرہ ہے، بدظنیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ یا جماعت کی بات ہے تو اس میں تو فتنہ برداشت ہو ہی نہیں سکتا۔ تو جو بھی ہے تم اسے روکو۔

ایک بزرگ تھے ان کو ایک شخص نے آ کر کہا کہ فلاں شخص آپ کے بارہ میں فلاں بات کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم نے بھی گناہ کیا کہ مجھے آ کر یہ بات بتائی اور اس نے بھی گناہ کیا۔ ان باتوں سے رنجشیں پیدا ہوتی ہیں۔

یہ چیزیں تمہیں جماعت کو بتانی ہوں گی۔ یہ نہیں دیکھنا کہ ہماری عمر کیا اور کرنے والے کی عمر کیا ہے۔ اصل کام تربیت ہے۔ مربی کا مطلب ہی تربیت کرنے والا ہے۔ اگر ہم تقویٰ کی بات کرتے ہیں تو ہمارا ہر کام تقویٰ کے مطابق ہونا چاہئے اور ہر قسم کے دوغلا پن سے بالا ہونا چاہئے۔

سیاست کیا ہے، دوغلا پن ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حکمت ہے۔ یہ حکمت نہیں ہے۔ حکمت تو یہ ہے کہ کسی کو اس طریق سے سمجھایا جائے کہ برائیاں دور ہوں۔ حکمت یہ نہیں کہ برائیاں پھیلائی جائیں۔ یا یہ ہے کہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تو ہم نے سچی بات کہہ دی۔ سچی بات کہنے والے بدو بھی تھے۔ کیا وہ بڑے پسند کئے جاتے ہیں۔ اسلام کی تاریخ میں وہ اکابر صحابہؓ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے حصہ پایا۔ کیا کبھی دیکھا گیا کہ انہوں نے ان بدوؤں کی طرح اعتراض کیا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا کسی نے پلو پکڑ لیا اور کھینچنے لگا۔ کیا وہ صحابہؓ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے حصہ لیا ایسا کیا؟ کبھی نہیں۔ تو بعض لوگ بدّو پنا دکھاتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اصلاح کر رہے ہیں۔ تو اس طرح کی بہت سی باتیں ہیں چاہے تم اس کو سیاست کی بات کہہ دو یا کوئی اور نام دے دو۔ یا پھر آپس میں گروپ بندی ہو جائے گی۔ دوسروں کے خلاف شکایتیں شروع ہو جائیں گی۔ مرکز میں لکھنا شروع کر دیں گے۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جیسے بے نام خط لکھ دیتے ہیں اور کسی کے نام پر شکایت لگا دیتے ہیں۔ دس پندرہ بندوں کے نام پر کسی عہدیدار کے خلاف شکایت لگا دیتے ہیں۔ ان ساری چیزوں سے تم نے بچنا ہے۔ اول تو جماعتی طور پر کسی ایسے خط پر جو بے نام ہے کارروائی کی نہیں جاتی۔ جس میں اتنی جرأت ہی نہیں کہ کسی کا قصور بتائے۔ یا کوئی غلطی دیکھی ہے تو بتائے۔ یا کسی عہدیدار کے خلاف شکایت کرنی ہے تو بتائے تو پھر اس میں منافقت پائی جاتی ہے۔ تم لوگوں نے کسی پارٹی کی طرف نہیں ہونا۔ تو جب دیکھو کہ دو فریق ایسے ہیں تو مربی نے تعلق تو بہرحال قائم رکھنا ہے۔ گھروں میں بھی جانا ہے۔ لیکن مربی نے وہاں جا کر چائے کی پیالی بھی نہیں پینی۔ ان کے گھر سمجھانے کے لئے ضرور جاؤ۔ جو دو فریق لڑے ہوئے ہیں، دونوں کے گھر جاؤ۔ ان کو سمجھانے کے لئے لیکن نہ اس کے گھر سے کھانا پینا ہے نہ دوسرے کے گھر سے۔ تاکہ تم پر الزام نہ لگے کہ مربی صاحب فلاں کی Favour کر رہے ہیں۔ اس طرح کے اور بہت سے مسائل آتے ہیں جب فیلڈ میں جاؤ گے تو دیکھو گے۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ بعض لوگ حضور انور کو ہفتہ وار خط نہیں لکھنا چاہتے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ حضور انور کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ بہانہ ہے۔ اگر تو حقیقت میں ایسا ہے تو پھر ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ میرے لئے دعا کر رہا ہو اور کم از کم دو نفل تو روز پڑھتا ہو۔ لیکن اگر دعا بھی نہیں کر رہے اور خط بھی نہیں لکھ رہے تو تعلق نہیں قائم ہو سکتا۔ لمبے لمبے خط نہ لکھو۔ ایک دو صفحے کے لکھو۔ مہینہ میں ایک یا دو خط لکھو تاکہ تعلق قائم ہو جائے۔ کام کی بات بھی لکھنی ہو تو مختصر خط لکھا جا سکتا ہے۔ میں تو ہمیشہ جماعتی طور پر بھی اور ذاتی طور پر بھی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط لکھا کرتا تھا۔ تو پہلے سوچتا تھا کہ کیا مضمون ہونا چاہئے۔ پھر سوچتا تھا کہ چار پانچ لائنوں سے زیادہ خط نہیں ہونا چاہئے۔ تاکہ ان کی نظروں کے سامنے سارے Points آ جائیں۔ ایسے خط کے جواب بھی آ جاتے ہیں۔ تین صفحوں کا خط بھی لکھو گے۔ تو میری ڈاک کی ٹیم کو چلا جائے گا اور وہ ایک لائن کا خلاصہ نکال کر مجھے دے دیں گے۔ ہو سکتا ہے جو خلاصہ وہ بنائیں اس میں وہ Points نہ آ سکیں جسے تم واضح کرنا چاہتے ہو۔ اس لئے مختصر بات کرنی چاہئے۔ جامعہ کے طلبا اور مربیان کو تو ضرور لکھنا چاہئے۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ اپنی نمازوں میں سوز اور تڑپ کیسے پیدا کر سکتے ہیں۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لمبا عرصہ پریکٹس کرو گے تو سوز پیدا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ رونے والی شکل بناؤ تو ایک وقت رونا آ جائے گا۔ کوئی ایسی چیز جس سے تمہیں درد محسوس ہو۔ جس کے بارہ میں تم دعا کرنا چاہتے ہو، اس کے بارہ میں دعا کرو، دل سے جب دعا نکلتی ہے تو اوروں کے لئے بھی سوز آ جاتا ہے۔ ایک پرانے مربی تھے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں عمرہ یا حج پر گیا اور وہاں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا۔ تو سجدہ کیا لیکن رقت پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ سوز پیدا ہو۔ تو اتنے میں ایک ریلا آیا اور میری کمر پر اتنی زور سے لات ماری کہ میری چیخ نکل گئی۔ تو اس چیخ کے بعد میری ایسی ہائے نکلی کہ جب میں سجدہ میں گیا تو سوز پیدا ہو گیا۔ اور مزہ آ گیا۔ اس سے پہلے کہ کسی کی ٹانگ تمہیں پڑے تم خود ہی سوز پیدا کرو۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ بعض لوگ جماعت میں ایسے ملتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ جوان کو دکھ ہے وہ نظام کی طرف سے ہے اور جماعت پر کافی تنقید بھی کرتے ہیں۔ اگر مربی سلسلہ کو ایسا محسوس ہو کہ اس شخص کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے، وہ واقعی سخت ہے لیکن صحیح ہے۔ تو اس صورتِ حال میں مربی کو کیا کرنا چاہئے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلے تو اس معاملہ کی گہرائی میں جاؤ۔ یہ دیکھو کہ اس شخص کے جو جذبات ہیں، کیا وہ اس کی انا کی وجہ سے ہے اور کیا اس وجہ سے اس کی دوری ہوئی ہے۔ اگر کسی میں ایمان مضبوط ہے، تو ایسے شخص کا ایمان ان باتوں سے متزلزل نہیں ہوتا۔ نہ وہ جماعت سے پیچھے ہٹتا ہے نہ خلافت سے۔ وہ بار بار لکھتا ہے کہ یہ باتیں میرے خلاف ہوئی ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہو چکا ہے جس کا میں خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں۔ ہمارے مرکزی دفاتر بھی بعض دفعہ غلط رپورٹ کر دیتے ہیں۔ جب ان لوگوں کے خطوط مجھے براہ راست آتے ہیں اور میں تحقیق کرواتا ہوں تو بات اَور ثابت ہوتی ہے۔ اس پر میں مرکزی عہدیداروں کو بھی سزا دیتا رہا ہوں۔ بعضوں کو معطل بھی کیا۔ بعضوں کو یہ بھی کہا کہ بیٹھ کر استغفار کرو۔ تو بعض دفعہ ایسی چیزیں ہو جاتی ہیں۔ بدظنی نہیں قائم ہونی چاہئے۔ خلافت سے تعلق اور نظام جماعت سے تعلق میں سب کو مضبوط ہونا چاہئے۔ ہاں مربی کا کام ہے کہ ہر ایک کو سمجھائے کہ ٹھیک ہے یہ ہو گیا غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ انصار اللہ، خدام الاحمدیہ میں بھی مَیں کہتا رہتا ہوں کہ بعض دفعہ ایک شخص جو دور گیا ہے وہ غلط فیصلے کی وجہ سے دور گیا ہے۔ تمہارے عہدیداروں کے خلاف ہو گیا ہے۔ فلاں شخص کو کچھ شکایات تھیں تمہارے عہدیداروں کے خلاف، جن کے سبب وہ دور ہو گیا۔ اس لئے مربی کو چاہئے کہ انہیں قریب لائے۔ خاص کر اگر مربی بھی نوجوان ہے۔ نوجوانوں سے تعلق پیدا کرو۔ انہیں قریب لاؤ۔ انہیں کہو کہ یہ چیز غلط ہے کہ تم نظام کے خلاف بولو۔ فلاں عہدیدار سے تکلیف پہنچی، تو ایسا ہو سکتا ہے۔ فیصلہ بھی غلط ہو سکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی چرب زبانی کی وجہ سے میرے سے غلط فیصلہ کروا لیتا ہے اور دوسرے کا حق مار لیتا ہے۔ تو وہ میرا قصور نہیں۔ وہ اپنے پیٹ میں آگ کا گولا بھر رہا ہے۔ تو یہ چیزیں تو چلتی ہیں۔ لیکن نظام اور خلافت سے اس وجہ سے دوری نہیں ہونی چاہئے۔ بعض ایسے مخلصین ہیں کہ بار بار لکھتے ہیں لگتا ہے جیسے مچھلی کی طرح تڑپ رہے ہیں جو پانی سے باہر نکال دی جائے۔ تو انہیں سمجھاؤ، قریب لاؤ، انہیں کہو کہ بار بار معافی مانگیں۔ جب تحقیق ہوگی اگر وہ صحیح ہیں تو ان کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اصل چیز یہ ہے کہ ایمانوں کی مضبوطی ہونی چاہئے۔ اس لئے ایمان کی مضبوطی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ دنیا کے لیڈرز سے آپ ملتے رہتے ہیں۔ ان کی طبیعت کو سمجھ کر کچھ ایسی نصائح آپ بتائیں جن سے ان پر اثر ہو۔ جن سے مربیان کو فائدہ ہو سکے۔ کس طرح ہم کسی سیاست دان کے دل پر اثر کر سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو ہر ایک کی انفرادی طبیعت ہوتی ہے۔ ایک عمومی بات یہ ہے کہ تم لوگ احمدی ہو مربیان ہو، تمہارے پاس دلائل ہیں۔ اگر نیکی ہے اور تقویٰ ہو تو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ حق بات کہو اور Balance ہو کر کہو۔ تو کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔ بعض بڑے بڑے سیاست دان میرے منہ پر کہہ گئے ہیں کہ تم بات کرتے ہو بڑے آرام سے کرتے ہو سچی کرتے ہو اور اسی سچی بات میں ہمارے منہ پر چپیڑ مار دیتے ہو۔ ہم کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ایسے بھی Reaction ہوتا ہے۔ طریقہ آنا چاہئے۔ یہ دیکھو کہ ان کی نفسیات کیسی ہے۔ اگر Rudely کسی سے بولو گے، صرف اعتراض کئے جاؤ گے تو عزت نہیں ہوگی۔ حکمت نہیں ہوگی۔ اسی لئے تبلیغ اور ہر ایک کام میں اللہ تعالیٰ نے موعظہ حسنہ کا کہا ہے۔ تمہارا وعظ حکمت کے ساتھ ہونا چاہئے۔ تو اکثریت پر اس کا اچھا اثر ہوتا ہے۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ جامعہ کے طلباء کے لئے شادی کرنے کا بہترین وقت کیا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب تم ضرورت محسوس کرو شادی ہونی چاہئے لیکن انتظامی طور پر میں اس وقت اجازت دیتا ہوں جب تم خامسہ میں پہنچ جاؤ۔ کم از کم رشتہ کر لینا چاہئے۔ لیکن نکاح نہیں۔ نکاح شادی کے قریب جا کر کرو۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ نماز کے دوران ذہن کبھی کبھی اِدھر اُدھر چلا جاتا ہے۔ اِس کا کیا حل ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وقفِ نو کی کلاس میں بھی کسی نے کہا تھا کہ کبھی کبھی خیالات نماز میں ہٹ جاتے ہیں۔ اگر کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے تو تم بڑے نیک آدمی ہو۔ لوگوں کے تو اکثر چلے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیام نماز کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ جب ذہن ادھر ادھر جائے تو اس کو واپس لاؤ، وہیں جہاں سے چھوڑا تھا۔ رکن نماز کا اگر ہو گیا سجدہ میں تھے پھر کھڑے ہو گئے اگر اسی رکن میں تھے تو شیطان سے پناہ مانگو اور پھر دوبارہ اسی جگہ کو دوہراؤ۔ اگر دوسری حالت میں آ گئے ہو دوبارہ توجہ پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ ایسا کرو گے تو آہستہ آہستہ عادت ہو جائیگی۔ لیکن اس کی طرح نہ کرو کہ پوری نماز ہی سفر میں گزر جائے۔ جس شخص کا سفر دہلی سے شروع ہوا اور کلکتہ سے ہوتے ہوئے بخارا پہنچا اور لاکھوں کا کاروبار کر کے مکہ آ گیا۔ اتنا نہیں ہونا چاہئے۔ خیال جلدی بدل جانا چاہئے۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضور آج کل بہت لوگ مذہب سے ہٹ رہے ہیں اور خدا پر ان کا ایمان ختم ہو رہا ہے۔ انہیں کیسے تبلیغ کی جائے؟**

حضور انور نے فرمایا کہ پہلے تو انہیں بتاؤ کہ خدا ہے۔ جو خدا کو نہیں مانتا اس کو پہلے خدا کے وجود پر لانا ہوگا۔ اگر تم کہہ دو کہ جماعت احمدیہ سچی ہے یا اسلام سچا مذہب ہے۔ تو وہ کہے گا تمہارے لئے ہوگا مجھے اس سے کیا۔ پہلی بات تو یہ کہ خدا پر یقین پیدا کرو۔ خدا کے وجود پر یقین پیدا کرواؤ۔ تمہارے پارلیمنٹ میں ہی ایک شخص آیا ہوا تھا جو کہتا تھا کہ مجھے خدا پر یقین نہیں ہے۔ میں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن آج چند باتیں تمہاری سن کر مجھے یہ پتہ لگ گیا ہے کہ مذہب کوئی چیز ہے۔ جب مذہب ہے تو خدا بھی کوئی ہوگا۔ تو حکمت سے بعض باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ اس لئے پہلی بات یہ ہے کہ خدا پر انہیں یقین دلاؤ۔ خدا کا وجود کیا ہے، اس کے لئے خود بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو اور دلیلیں بھی پڑھو۔ موٹی دلیلوں کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب ''ہمارا خدا'' پڑھو۔ کیا وہ کتاب سب لوگوں نے پڑھی ہے، کیا تمہاری لائبریری میں ہے؟ اس کو پڑھنا چاہئے تاکہ خدا کے وجود پر تمہیں یقین آئے۔ انہوں نے اس میں کئی دلیلیں دی ہوئی ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ باتیں آگے چلتی ہیں۔ لندن گلڈ ہال میں ایک مذہبی کانفرنس ہوئی تھی اکیسویں صدی کا خدا کے موضوع پر۔ مختلف قسم کے لوگ آئے تھے، یہودی، عیسائی، بڑے کارڈنل اور رَبائی بھی اور سیاست دان بھی تھے۔ وقت تو زیادہ نہیں تھا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں جیسا کہ طاعون اور زلزلہ کی پیشگوئی اور زار کی جو سیاست دانوں کے لئے خاص ہوتی ہے۔ اس کی حالت کی پیشگوئی ان سب کا ذکر کیا تھا۔ اگر خدا نہیں تو یہ کس طرح پوری ہوئیں۔ ان میں کئی لوگ دہریہ بھی تھے، جنہوں نے کہا کہ تم نے ہمیں کچھ سوچنے کو دیا ہے۔ تبدیل نہ ہوں کم از کم توجہ تو اس طرف ہو۔ تو حکمت سے اور موقعہ محل دیکھ کر باتیں کرنی ہوتی ہیں۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضور انور نے ایک خطبہ میں فرمایا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا کرنا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی پیار پیدا کرنا ہوگا۔ یہ حقیقی پیار کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟**

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تک پہنچنے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک وسیلہ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے، اللہ اور اس کے فرشتے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، درود سمجھ کر بھیجنا چاہئے۔ یہ بڑا ضروری ہے۔ اسی سے پھر محبت بڑھتی ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے پیارے کو انسان پیار کرتا ہے تو پھر اللہ بھی پیار کرتا ہے۔ اس میں مسئلہ کیا ہے۔ سوال کھول کر واضح کرو۔

☆......**اس پر طالب علم نے کہا۔ پیار کا اظہار کس طرح کیا جائے۔؟**

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ہونی چاہئے۔ دین کی غیرت ہونی چاہئے۔ جہاں کوئی اسلام یا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے تو

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

غیرت میں جواب دینا چاہئے لیکن حکمت کے ساتھ جواب ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ بیٹھ کر لغویات سنو اور پھر وہاں بیٹھے رہو۔ یا تو جواب دو یا غیرت کا اظہار یہ ہے کہ اس مجلس سے اٹھ کر آ جاؤ اگر جواب نہیں آتا۔ بہت سارے اظہار ہیں محبت کے۔ اپنے لوگوں سے محبت ہو۔ جیسے اظہار کرتے ہو، ویسے ہونا چاہئے۔

☆......ایک طالب علم نے سوال کیا۔ بعض مسلمان ہم سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ تم ان سے محبت کرو، اس لئے کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان سے نفرت تو کوئی نہیں۔ ہاں ان کے غلط کاموں سے نفرت ہے۔ کسی شخص سے نہیں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں۔ تو انہیں کہو، تمہارا کام تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہے لیکن ہم تو تمہارے ساتھ اس لئے نفرت نہیں کریں گے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ہو۔ جو ہمیں بہت پیارے ہیں۔

☆......ایک طالب علم نے سوال کیا۔ قرآن کریم کا سب سے پرانا نسخہ کہاں ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو مجھے پتہ نہیں کہ کدھر ہے۔ لیکن بعض پرانے نسخے ترکی کے میوزیم میں موجود ہیں۔ ابھی انہیں برمنگھم میں ایک نسخہ ملا ہے۔ قرآن کریم کے بعض لکھے ہوئے حصے انہیں ملے۔ جن پر جب تحقیق کی گئی تو پتہ لگا کہ وہ ساتویں صدی کے ہیں۔ یہ تو مختلف جگہوں پر ہیں۔

☆......ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ کو ایک دن میں کتنے خط آتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ خط تو بے شمار آتے ہیں، پندرہ سولہ سو تو آتے ہوں گے۔ لیکن جو میں خود دیکھتا ہوں وہ پانچ چھ سو ہیں۔ باقی میں اپنی ٹیم کو دے دیتا ہوں جو پڑھ کر اور خلاصے بنا کر مجھے دے دیتے ہیں۔ ہفتہ میں سات آٹھ ہزار خط کا خلاصہ بن کر آتا ہے۔ اس طرح روزانہ ہزار خطوں کا خلاصہ بن کر آ جاتا ہے۔ پھر کہو گے لکھتے کتنا ہو، جواب کتنے دیتے ہو۔ کبھی تمہیں میرے دستخط کے ساتھ جواب آیا ہے۔ بہت سارے خط پرائیویٹ سیکرٹری کے دستخط کے ساتھ آ جاتے ہیں۔ میں بھی بہت سے خطوں پر دستخط کرتا ہوں۔ پانچ چھ سو پر روزانہ کر دیتا ہوں۔

☆......ایک طالب علم نے سوال کیا کہ سب سے اچھا طریقہ تبلیغ کرنے کا کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلے بھی میں نے بتایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہے، کس چیز پر یقین رکھتا ہے۔ کسی کو خدا پر یقین نہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اگر تم کہو کہ احمدیت سچی ہے، وہ کہے گا، ہوگی سچی، اس لئے پہلے اسے خدا پر یقین کرواؤ۔ اگر مذہب کو سمجھتا ہے تو سچے مذہب کی نشانیاں بتاؤ۔ اسلام کیسا سچا مذہب ہے۔ اسلام میں کون کون سی پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں، احمدیت کیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئیں گے اور قرآن کریم کی پیشگوئیاں کس طرح پوری ہوئیں۔ ہر ایک کو دیکھ کر تبلیغ کی جاتی ہے۔ بحث نہیں کرنی کسی سے۔

☆...... ایک طالب علم نے سوال کیا کہ آپ کا پسندیدہ شوق کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کیا بتاؤں کیا شوق ہے۔ اب تو کوئی شوق رہا ہی نہیں۔ اب تو تم لوگوں سے مل کر ہی سارے شوق پورے ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کبھی بھی مجھے موقعہ ملے۔ اگر چند گھنٹے فارغ ہو جاؤں تو شکار کا شوق ہے۔ شوٹنگ کر لیتا ہوں۔

☆......ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ کو کینیڈا کے وقفِ نو سے کیا اُمید ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب تمہارے پیدا ہونے سے پہلے تمہاری ماں نے تمہیں وقف کیا تھا کس بات پر کیا تھا۔ اسی بات پر کیا تھا جو حضرت مریمؑ کی والدہ نے کہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر بیٹی دیتی ہوں یا جو بھی بچہ پیدا ہو۔ امید یہی تھی کہ وہ دین کی خدمت کرنے والے ہوں۔ اللہ سے تعلق ہو اور دین کی خدمت کرنے والے ہوں۔ دنیا کی طرف دیکھنے والے نہ ہوں۔ اس لئے وقفِ نَو کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کی ہے۔ اس کے لئے ضرورت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ دین سیکھو، دین کیا ہے۔ قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پڑھو۔ صرف اس کو حفظ کرنا کافی نہیں۔ اس کا ترجمہ تشریح تفسیر بھی آنی چاہئے۔ پھر اس کو اپنی زندگی کا حصہ بناؤ پھر اس کے مطابق تبلیغ کرو۔

☆......ایک طالب علم نے سوال کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ کینیڈا میں سو سال کے اندر اسلام کا غلبہ ہوگا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپؒ نے فرمایا تھا کہ Potential ہے۔ اگر دوسری روکیں نہ آئیں اور حالات نہ بدلیں تو پھر ہی یہ Potential قائم رہ سکتا ہے۔ اس میں صلاحیت ہے تو ہو جائے گا لیکن حالتیں بدلتے جاؤ تو پھر وقت آگے بھی چلا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ سے غلبہ کا وعدہ کیا تھا ناں، لیکن ان کی قوم کی حالت کی وجہ سے غلبہ آگے چلا گیا تو کینیڈین اللہ تعالیٰ کے زیادہ لاڈلے تو نہیں۔ کام کرتے رہیں گے تو ٹھیک ہے۔ نیکیوں پر قائم رہیں اور اپنی حالت ٹھیک رکھیں لیکن اگر برائیوں میں بڑھتے جائیں اور برائیوں کے قانون زیادہ پاس ہوتے جائیں، سکولوں میں غلط رویے اختیار کرتے چلے جائیں تو اپنی نسلیں تباہ کریں گے پھر ہو سکتا ہے کہ وقت آگے چلا جائے۔ سو سال سے ڈیڑھ سو سال لگ جائیں لیکن ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسائیت کے پھیلنے کے لئے تین سو سال سے زیادہ عرصہ لگا تھا۔ لیکن اب تین سو سال نہیں گزریں گے کہ تم دیکھو گے کہ اکثریت دنیا کی احمدیت کے جھنڈے تلے ہوگی۔ اصل چیز یہ ہے۔

☆......ایک طالب علم نے سوال کیا۔ عربی سیکھنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بول چال کرو۔ تمہارے ایک عرب استاد بھی یہاں آ گئے ہیں۔ حضور نے استاد کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ عرب ہیں؟ آج آپ پاکستانی لگ رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اپنے اُستاد سے عربی بولا کرو۔ عربی کا پرانا سلیبس بڑا مشکل تھا۔ میں نے اسے دیکھا تھا۔ اس سے زبان بھی نہیں آ سکتی تھی۔ اس لئے میں نے معہدہ اور اولیٰ میں نیا سلیبس بھیجا تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ یوکے کے جامعہ میں شروع کروا کر فائدہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض بچے جو جامعہ میں نہیں تھے لیکن شوق رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا۔ بعض بچے جی سی ایس سی کر کے انہوں نے صرف ایک ڈیڑھ مہینہ عربی سلیبس پڑھا اور اچھے بھلے عربی کے فقرے بنا لیتے ہیں بلکہ عربوں سے بولتے بھی ہیں۔ میں نے ان کی ڈیوٹی عربوں کے ساتھ لگائی تھی جلسے کے دنوں میں، ایک دو بچوں کی، تو وہ عرب کہہ رہے تھے کہ یہ بڑے اعتماد سے اور صحیح طرح سے عربی بول رہے تھے۔ ایک اعتماد ہونا چاہئے اور دوسرا جرأت ہونی چاہئے۔ پھر ایک شوق بھی ہونا چاہئے، یہ ساری چیزیں ہوں گی تو عربی آ جائے گی۔ بلکہ کوئی بھی زبان آ جائے گی۔

☆...... ایک طالب علم نے سوال کیا۔ یہ کہنا مناسب ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جری اللہ فی حلل الانبیاء تھے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ اس لئے سب انبیاء آپ کے مریدوں میں سے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ موسیٰ عیسیٰ سارے ہوتے تو میری بیعت کرتے۔ نبی ہونے سے زیادہ اس بات کو ترجیح دیتے کہ میری امت میں سے ہوں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت بلند ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے سب پرانی تعلیمات کو جو اچھی تعلیمات تھیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں سمو دیا۔ زائد بھی بہت کچھ دے دیا۔ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس وجہ سے کہ آپ جری اللہ تھے۔ اس وجہ سے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے:

”ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھ کر غلامِ احمد ہے“

آپ غلام ہیں اور اس کے باوجود آپ تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں یا آپ سب انبیاء کے حلیہ میں آ گئے ہیں۔ تو میرے لحاظ سے اس کی تشریح یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سب انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں۔

☆......ایک طالب علم نے سوال کیا۔ سیرین لوگ سیریا سے نکل کر مختلف ممالک میں جا رہے ہیں۔ اس پر لگتا ہے کہ کوئی خدائی تقدیر ہے۔ اگر ان سے رابطہ بنانا ہے اور تبلیغ کرنی ہے تو کس طرح کرنی چاہئے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ عرب بولنے والے جتنے بھی ہیں ان کو چاہئے کہ عرب پاکٹس (Pockets) کو تلاش کریں۔ وہاں جائیں اور انہیں دیکھیں کہ کیا تمہارے حالات ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ انہیں قریب لائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بارہ میں بتائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی پیشگوئیوں کی روشنی میں انہیں سمجھائیں۔ جو آیت آج پڑھی گئی ہے اس کی روشنی میں بتاؤ۔ یہ موقعہ انہیں ملا ہے آپ جا کر انہیں تبلیغ کریں۔ پیغام پہنچایا جائے۔ باقی زبردستی تو کسی سے نہیں کی جا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بَلِّغ کا حکم تھا۔ کوئی زبردستی نہیں تھی۔ تبلیغی راستے تلاش کرو۔ یہ تو میں مربیان کو کہتا رہتا ہوں جو جو پاکٹس بنی ہیں تبلیغ کے نظام کے تحت ہر قوم کی پاکٹس کو تیار کیا جائے اور ان کے لئے خاص پروگرام کیا جائے۔ شعبہ تبلیغ کو بھی مَیں یہی کہتا ہوں۔

☆...... ایک طالب علم نے سوال کیا۔ کینیڈا میں جب ہم تبلیغ کرتے ہیں اور بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں ٹھیک ہے آپ کا پیغام اچھا ہے۔ آپ اپنے دائرہ میں رہو ہم اپنے دائرہ میں رہتے ہیں۔ اسلام کے بارہ میں سیکھنا نہیں چاہتے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے ہم بیٹھ جائیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں ڈھیری ڈھا دے۔ خاموشی سے بیٹھ جائیں گے۔ نہیں بیٹھیں گے۔ کیلگری میں سی بی سی کی نمائندہ نے ایسا ہی سوال کیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ ہم تمہاری جان نہیں چھوڑنے والے، لگاتار لگے رہیں گے۔ تم نہیں مانو گی تو تمہارے بچے اور تمہاری نسلیں مان لیں گی۔ ہم نے اپنا کام جاری رکھنا ہے۔ مشنری ورک اسی طرح ہوتا ہے۔ ایک نسل نہیں مانے گی تو دوسری مانے گی۔ ہمارا کام تو یہی ہے کہ انسانیت کو بچائیں۔ جب تک انسانیت اس دنیا میں قائم ہے۔ ہم نے کام کرتے چلے جانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں نہیں دعویٰ کیا کہ میری نسل میں جو ہیں وہ سب مان لیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں سینکڑوں سے ہزاروں ہوئے اور ہزاروں سے لاکھوں اور اب اور بڑھ گئے اور دنیا میں پھیل گئے۔ دنیا میں جماعت کا تعارف ہو گیا۔ دنیا جماعت کو جاننے لگ گئی ہے۔ دنیا میں اعتراض ہونے لگ گئے ہیں کہ تم جماعت کی Favour کیوں کرتے ہو یا کیوں نہیں کرتے۔ تعارف ہر طرف بڑھ رہا ہے۔ اس پر نیک فطرت لوگوں کی توجہ بھی پیدا ہو گئی ہے۔ مان بھی لیں گے۔ لیکن یہ کہنا کہ سو فیصد لوگ مان لیں گے۔ کبھی نہیں ہوا، نہ کبھی ہوگا۔ لیکن اگلی نسل اور اس سے اگلی نسل ان میں کچھ ماننے والے آتے رہیں گے۔ تین سو سال کا عرصہ جو دیا ہے وہ اس لئے دیا ہے کہ مختلف نسلیں مانیں گی۔ اگر یہ نسل اس قابل نہیں تو شاید اگلی نسل مان لے گی۔ ہم نے اپنا کام کرنا ہے۔ جو ہمارے سپرد ہے۔ تھکنا نہیں۔ تھک گئے تو ختم ہو گئے۔

☆...... ایک طالب علم نے سوال کیا۔ جب کوئی انسان خواب دیکھتا ہے۔ تو اس کو کتنی اہمیت دینی چاہئے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بعضوں کو خواب دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی کسی کو اپنی خواب سنا رہا تھا تو وہ عورت کہتی کہ ٹھہرو میں ایک گھنٹہ کے بعد تمہیں ملوں گی۔ ایک گھنٹہ بعد آ کر اس نے کہا کہ میں نے بھی یہ خواب دیکھ لی ہے۔ نفسیات دان کہتے ہیں کہ ہر ایک انسان رات میں تین چار خواب دیکھتا ہے۔ بعضوں کو یاد رہ جاتی ہے اور بعضوں کو نہیں یاد رہتی۔ لیکن بعض ایسی خوابیں ہوتی ہیں جن میں ایک پیغام ہوتا ہے۔ ایک شوکت ہوتی ہے۔ وہ یاد بھی رہ جاتی ہے اور اس کا دل پر اثر بھی ہوتا ہے۔ بعض لوگ خوابیں لکھتے ہیں کہ درود پڑھتے ہوئے دیکھا یا قرآن شریف پڑھتے سنا۔ جب جاگ آتی ہے تو وہی پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ بعض خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ ہر ایک کو ان کی تعبیر بھی نہیں آتی۔ ہر ایک تعبیر بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اچھا نسخہ بتایا ہے کہ بے شک تمہارے پر خواب کا اچھا اثر ہے یا برا اگر یاد رہتی ہے تو صدقہ دے دیا کرو۔ زیادہ تردّد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر سمجھتے ہو کہ ایسی خواب ہے جو جماعتی رنگ کی ہے، اس میں کوئی پیغام ہے تو مجھے لکھ دیا کرو۔

☆...... ایک طالب علم نے سوال کیا۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ کا اپنے قریبی دوستوں کے ساتھ رویہ میں کوئی فرق آیا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرا تعلق تو کسی سے نہیں بدلتا۔ ہاں اب میرے پاس اتنا وقت نہیں جیسے پہلے تھوڑی دیر بیٹھ لیا کرتا تھا۔ لمبا عرصہ پہلے بھی نہیں بیٹھتا تھا۔

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

اب تو کام کی نوعیت ہی بدل گئی۔ باقی تعلق ہے اور تعلق رہنا چاہئے۔ وہ تو ختم نہیں ہونا چاہئے بلکہ تعلق میں مزید وسعت اور بہتری پیدا ہوگی۔ ان دوستوں سے بھی اور دوسروں سے بھی۔ ہاں یہ ان سے پوچھ سکتے ہو جو میرے دوست ہیں۔ تمہارے ساتھ میرا رویّہ تو نہیں بدلا۔ میرا خیال ہے میں نے کوشش کی ہے نہ بدلوں۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ ممہدہ کے لئے کیا نصیحت ہے جس سے ہمیں فائدہ ہو؟**

حضور انور نے فرمایا کہ ہر روز جو کلاس میں پڑھتے ہو، ہوسٹل یا گھر میں آکر اسے پھر پڑھو اور دوہرا لیا کرو۔ ممہدہ کا تو سلیبس بڑا آسان ہے۔ اس میں فیل ہوتا ہے، میں اسے باوجود کوشش کے رعایتی پاس نہیں کرسکتا۔ اگر یہ انتظامیہ بعض دفعہ سختی کرتی ہے اور بعضوں کو یہ فیل کر کے رزلٹ بھیج دیتے ہیں صرف یہاں نہیں بلکہ دوسری جگہوں پر بھی لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ رعایت کروں میرے خیال سے پچیس تیس فیصد میں ان کا رزلٹ مانتا ہی نہیں۔ پاس کر دیا کرتا ہوں۔ لیکن ممہدہ کا اتنا بنیادی کورس ہے کہ ان کو پڑھنا چاہئے اور سیکھنا چاہئے اور شروع سے ہی نمازوں کی عادت ڈالو۔ شروع سے ہی عادت ڈالو کہ فجر سے پہلے دو نفل پڑھو۔ اپنی زندگی کو ریگولیٹ کرو۔ اپنا ایک ٹائم ٹیبل بناؤ اور اس پر عمل کرو۔ پہلے دن سے اگر عادت پڑ جائے گی تو آخر تک صحیح نظام ہوگا۔ پھر جب فیلڈ میں جاؤ گے تو اسی کی عادت رہے گی۔ اس لئے روزانہ کا ایک چارٹ بناؤ اور اسی کے مطابق عمل کرو۔ ایک تو جامعہ کا سٹڈی ٹائم ہے پھر اخبار پڑھنے کا ٹائم ہے پھر جنرل نالج کے حصول کے لئے کچھ وقت ہے۔ پھر نمازوں کے اوقات ہیں۔ کھانا کھانے کے لئے وقت ہے یا سونے کے لئے وقت ہے۔ چھ سات گھنٹے سو کر اس کے بعد بقایا سترہ گھنٹے اپنا ٹائم ٹیبل بناؤ۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ کوئی ذاتی واقعہ یاد ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی جب وفات ہوئی تو میں 15 سال کا تھا۔ کئی چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں لیکن میں ایک واقعہ بتا دیتا ہوں، پہلے بھی بعضوں کو بتا چکا ہوں۔ مرزا شریف احمد صاحب جو حضرت مصلح موعودؓ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے، میرے دادا، جب میں گیارہ سال کا تھا تو وہ 1961ء میں فوت ہوگئے تھے۔ غالباً انسٹھ یا اٹھاون کی بات ہے۔ مجھے وہ باہر لے جایا کرتے تھے بازار وغیرہ جیسے بچوں کو لے جایا کرتے ہیں۔ دادوں کو شوق ہوتا ہے بچوں کی انگلیاں پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ ایک دن مجھے کہتے چلو حضرت مصلح موعودؓ کے گھر جانا ہے۔ قصر خلافت میں گئے تو مسجد مبارک کی طرف ایک دروازہ ہوا کرتا تھا جس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نماز کے لئے آیا کرتے تھے اور اوپر والی منزل پر رہتے تھے۔ وہ نیچے آکر کھڑے ہوگئے اور مجھے کہا کہ تم اوپر جاؤ اور جاکر بتاؤ کہ میں آیا ہوں۔ میں اوپر گیا حضرت مریم صدیقہ صاحبہ جنہیں چھوٹی آپا کہتے ہیں۔ وہاں حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ تھیں۔ میں نے انہیں کہا کہ مرزا شریف احمد صاحب آئے ہیں اور حضورؓ سے ملنا ہے۔ ان دنوں میں حضور کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ یہ ساٹھ کی بات ہوگی کیونکہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک کرسی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سرہانے رکھ دی تا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اس پر آکر بیٹھ جائیں۔ میں نیچے گیا اور ان کو بلا کر اوپر لے آیا۔ آکر وہ کرسی پر نہیں بیٹھے۔ حضور کے سرہانے نیچے فرش پر بیٹھ گئے۔ کرسی پیچھے کر دی۔ کوئی جماعتی باتیں تھیں وہ کرتے رہے مجھے تو سمجھ نہیں آئیں ویسے بھی میں دور چلا گیا تھا۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور بڑے احترام سے کچھ دیر کھڑے ہوکر الٹے قدموں واپس گئے اور تھوڑی دور جا کر سیدھا ہوئے۔ تو یہ پہلا سبق بغیر بولے انہوں نے مجھے سکھایا کہ خلافت کا احترام کیسے کرنا چاہئے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان سے باتیں کر رہے تھے، ان کی نظر میں بھی ایک خاص تعلق نیک رہا تھا۔ باتوں سے بھی لگ رہا تھا مجھے سمجھ تو نہیں آ رہی تھی لیکن میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ دونوں طرف سے ایک محبت ہے۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ پاکستان آپ کو کتنا یاد آتا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تم خود وہاں سے دوڑ آئے ہوئے مجھے کیا پوچھ رہے ہو۔ کبھی کبھی ربوہ کی گلیاں یاد آتی ہیں۔ میں اپنے خاندان کا پہلا لڑکا ہوں جو ربوہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے میری یادیں ربوہ کے ساتھ بہت ہیں۔ جب مٹی اُڑتی تھی، کچی گلیاں تھیں، پھر گلیوں اور سڑکوں پر پہاڑی کی سرخ رنگ کی مٹی پڑنا شروع ہوئی تاکہ تھوڑا سا ربوہ کا جو رنگ ہے وہ نہ اٹھے۔ پھر موٹی روڑی پڑنا شروع ہوئی۔ پھر سڑکیں بن گئیں۔ اب تو ربوہ بڑا ڈیویلپ ماشاء اللہ ہوگیا ہے۔ مجھے یاد ہے جب چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ وزیر خارجہ تھے یا ربوہ کے شروع کی بات ہے۔ جلسہ کے دن تھے۔ اس زمانہ میں نصرت ہائی اسکول میں جلسہ ہوا کرتا تھا۔ مسجد اقصیٰ میں تو بہت بعد میں گیا۔ عورتوں کا لجنہ کے احاطہ میں اور مردوں کا نصرت ہائی اسکول میں ہوتا تھا۔ قصر خلافت میں ہی چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا گیسٹ ہاؤس ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شدید بارش ہوگئی۔ لوگ بڑے آرام سے بیٹھے رہا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ربوہ میں ایک ہی جیپ ہوا کرتی تھی۔ جو ناظر اصلاح وارشاد مقامی چوہدری فتح محمد سیال ہوتے تھے یا ان کی جگہ کوئی اور بدل گئے تھے۔ بہر حال وہ اس میں آئے تو ہمارے گھر کے قریب پہنچے تو اتنا زیادہ کیچڑ اور دلدل بن گئی تھی کہ وہ فور ویل ڈرائیو جیپ وہاں پھنس گئی۔ میں گھر کے دروازہ سے باہر نکل کر نظارہ دیکھنے لگا۔ ایک طرف فوجی کھڑے ہیں۔ خدام زور لگا رہے ہیں۔ دھکے دے رہے ہیں۔ لیکن جیپ اپنی جگہ سے ہل نہیں رہی۔ تو یہ حال ہوا کرتا تھا ربوہ کا۔ تو اُس زمانہ کی یادیں بھی ہیں اور پھر اس زمانہ کی یادیں بھی ہیں۔ ربوہ پھر یاد آتا ہے۔

☆......**ایک طالب علم نے سوال کیا۔ انسان اپنے آپ کو مزگی کس طرح بنا سکتا ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے تو انسان مزگی نہیں بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد، خوف اور خشیت یہی چیزیں ہیں۔ یہ ہوں گی تو انسان ہر برائی سے بچنے کی کوشش کرسکتا ہے۔ اس کی باریکی میں جانے کی کوشش کرو۔ تم لوگ خاص طور پر جو دنیاوی تربیت اور ہدایت پر مامور ہونے والے ہو۔ اس چیز کے لئے خاص طور پر کوشش کرنی چاہئے۔ ایک دن میں تو نہیں بن جاتا۔ مسلسل کوشش ہونی چاہئے۔ دعا اور فضل پھر عاجزی چاہئے۔

......

یہ پروگرام ایک بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء کو قلم عطا فرمائے اور سب طلباء نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بعد ازاں ایک بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹاف روم میں تشریف لے آئے اور اساتذہ کرام سے باری باری اُن کے مضامین کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لے آئے جہاں تصاویر کا پروگرام ہوا۔ تمام کلاسز، اساتذہ، سٹاف، مدرسۃ الحفظ کے طلباء اور مدرسۃ الحفظ کے اساتذہ نے باری باری گروپ کی صورت میں اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ کی لائبریری کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ دوران معائنہ ساتھ ساتھ بعض امور دریافت فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی سالانہ جلد تیار ہوتی ہے وہ بھی منگوا کر اپنی لائبریری میں رکھیں۔

مدرسۃ الحفظ کا وزٹ

لائبریری کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مدرسۃ الحفظ میں تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ بچوں کو روزانہ دودھ کا ایک گلاس اور ایک اُبلا ہوا انڈا دیا کریں۔ مدرسۃ الحفظ ربوہ میں یہ باقاعدہ طلباء کو مہیا کیا جاتا ہے۔

عائشہ اکیڈمی کا وزٹ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عائشہ اکیڈمی کا معائنہ فرمایا جہاں خواتین اساتذہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور بچیوں نے گروپ کی صورت میں عربی قصیدہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں جامعہ کی طرف سے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ تمام طلباء اور اساتذہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا کھایا۔ اس موقع پر مختلف جماعتی عہدیداران کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

بعد ازاں دو بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق چھ بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر آنے کے لئے ''ایوان طاہر'' تشریف لائے۔

عرب احمدیوں کے ایک پروگرام میں حضور انور کی بابرکت تشریف آوری

آج ایوان طاہر کے ایک ہال میں عرب احباب اور فیملیز کا ایک تربیتی اجتماعی پروگرام منعقد ہو رہا تھا جس میں 180 کی تعداد میں عرب احباب مرد و خواتین شامل تھے۔ مکرم محمد طاہر ندیم صاحب (عربی ڈیسک یوکے) اس پروگرام کا انعقاد کر رہے تھے اور یہ پروگرام اپنے اختتام کے قریب تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر آنے سے قبل اس پروگرام میں تشریف لے آئے۔ جونہی حضور انور کے چہرہ مبارک پر عرب احباب کی نظر پڑی تو عرب احباب نے بڑے پُر جوش انداز میں نعرے بلند کئے۔ اھلاً وسھلاً ومرحبا یا امیر المومنین کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھیں۔ کئی احباب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ خواتین بھی رو رہی تھیں اور بچیاں خیر مقدمی گیت پیش کر رہی تھیں۔ ایسا جوش اور ایسی والہانہ محبت کا اظہار تھا کہ جیسے جذبات کا کوئی ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بہہ رہا ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے تشریف فرما ہوئے اور آج کے اس پروگرام کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔ جس پر عرب احباب نے کہا کہ بہت اچھا اور مفید پروگرام رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سب کے ساتھ فیملیز ملاقاتیں ہو رہی ہیں اس لئے ہر ایک سے ملاقات ہو جائے گی۔ اکثر عرب فیملیز کے ساتھ ملاقات ہو بھی چکی ہے۔

اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ میں تشریف لے آئے جہاں ایک طرف بچیاں گیت پیش کر رہی تھیں تو دوسری طرف مائیں اپنے چھوٹے بچوں کو حضور انور کے قریب کر رہی تھیں تا کہ یہ بچے حضور انور سے پیار لے سکیں۔ حضور انور نے کمال شفقت سے ان بچوں کو پیار دیا۔ بہت جذباتی مناظر تھے۔ ایک طرف حضور انور ان بچوں کو پیار کر رہے تھے تو دوسری طرف ماؤں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 39 فیملیز کے 160 خوش نصیب افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی افراد نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لے آئے جہاں تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت درج ذیل چالیس بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی:

عزیزم جاذب احمد، جواد احمد، منیب احمد، صباحت احمد، ولید احمد، ولید رانا، فاران خان، حارث احمد شایان چیمہ، شفاعت عدیل ملک، اطہر عرفان، کاشف نوید، ماہد گوندل، ریان اٹھوال، عیان اسماعیل، حیان احمد، زوریز صالح، عزیز عبدالشافی، چوہدری نعمان، ظافر احمد رسول۔

ملیحہ ذکریا، سبیقہ طارق، شافیہ اکبر، عاتکہ کشف، علیشہ باجوہ، عالیہ باجوہ، نور ارسلان، بریرہ ربانی، بی بی حبیبہ، احسان تنویر، بادیہ گوندل، کاشفہ باجوہ، مائرہ باجوہ، نعمارالیانہ، ماہ نور علی، سبیقہ باجوہ، شائلہ احمد، عظمیٰ الماس فاروقی، بریرہ محمود قریشی، عزیزہ دانیہ صفی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطبہ عید الفطر از صفحہ نمبر 4

بقیہ: خطبہ عید الفطر از صفحہ نمبر 4

ہے اور اپنی ذات سے دلچسپی ہے لوگوں کو مختلف طریقوں سے نشوں اور بیہودہ تفریحات میں اس حد تک ڈبو دیا ہے کہ وہ گندگی میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں اور دین اور خدا تعالیٰ سے بہت دُور ہو گئے ہیں۔ ان کی عیدیں اور خوشیاں بھی عارضی ہیں۔ ان دنیاداروں کے سامنے دین کی اور دینی عید کی اوّل تو کوئی حقیقت رہی نہیں اور اگر دکھاوے کے لئے یہ عید مناتے بھی ہیں تو ایک روایتی تہوار کے طور پر جس میں مذہب کا عنصر مفقود ہوتا ہے۔ صرف ظاہری ہاؤ ہُو، شراب اور کھانا پینا ہے۔ زینت کے سامان ہیں اللہ تعالیٰ کا خانہ کوئی نہیں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ صرف ان کی عید دنیاداری ہی ہے۔

کرسمس یا دوسرے مذاہب کے تہواروں کو آجکل اس طرح نہیں منایا جاتا کہ کتنے لوگوں نے عبادت کی اور کتنے لوگوں نے پاک تبدیلیاں پیدا کیں بلکہ ان کے ماپنے کے معیار یہ ہیں کہ اس تہوار میں فلاں کمپنی نے اتنے ملین پاؤنڈ کمائے اور فلاں نے اتنے ملین پاؤنڈ اور اس سال ان تہواروں میں اتنے بلین ڈالر کی جو خرید و فروخت ہوئی ہے وہ گزشتہ سال سے زیادہ تھی یا کم تھی یا اتنے بلین ڈالر کی شراب استعمال ہوئی اور اتنے بلین ڈالر جوئے میں لگے۔ لیکن کیونکہ صرف دنیاداری ہے اس لئے انہی معیاروں کے ساتھ اور اس عارضی خوشی کو تسکین کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ ان کی ترجیحات صرف یہ ہیں کہ انسان کی خواہشات اور امنگیں کیا چاہتی ہیں۔

لیکن ہماری عیدیں، ایک حقیقی مسلمان کی عیدیں اس سے بالکل مختلف ہیں اور مختلف ہونی چاہئیں۔ ایک مومن کی عید یہ ہے اور اسلام جس عید کا تصور پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنی خواہشات اور امنگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور نیکی اور بھلائی کی طرف پھیرنے کے لئے کون کون سے طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔ دوسرے مذاہب یا قوموں کی عیدوں اور تہواروں میں تو صرف اس دن کی عارضی خوشی ہے جس دن تہوار منعقد ہو رہے ہیں لیکن مومن کی عید اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن کر دائمی خوشی کے سامان پیدا کرنے والی ہے۔ چاہے اس عید میں دنیاوی مادی اور مالی تسکین کا سامان ہو یا نہ ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرق کی ایک ظاہری مثال یوں پیش فرمائی جو اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں مثلاً کوئی بھوکا انسان ہے اس کی بھوک چاہتی ہے کہ اس کا پیٹ بھرا جائے لیکن اس کا پیٹ بھرنے کے لئے دوسرا شخص یہ کرے کہ اسے گندی، خراب اور بیماریاں پیدا کرنے والی غذا دے دے۔ اس مجبور کا پیٹ تو اس سے بھر جائے گا لیکن کئی قسم کی بیماریاں اس میں پیدا ہو جائیں گی۔ پانی پینے کے لئے کوئی مانگے تو اس کی پیاس بجھانے کے لئے اسے پانی تو مہیا کر دے لیکن ایسا پانی جو غلیظ اور گندہ ہو، کڑوا ہو، نمکین ہو یا کوئی اور گندی چیز پینے کو دے دے جس سے پیاس عارضی طور پر تو رک جائے لیکن پھر مزید بھڑک جائے۔ وہ مجبوراً اسے پی تو لے گا جو مر رہا ہے اور اس کا گلا خشک ہو رہا تھا لیکن یہ چیزیں اس کے پیٹ میں خرابی پیدا کرنے والی ہوں گی بلکہ جسم کے بہت سارے عضو جو ہیں ان میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسا گندہ پانی ہو گا جو اس کی پیاس کو کچھ دیر بعد اور زیادہ بھڑکانے والا ہو۔ گویا ایک عارضی انتظام کیا گیا ہے جو مستقل تکلیف میں ڈالنے کا ذریعہ بن گیا۔ بیماریاں پیدا کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اب وہ شخص جس نے بھوکے اور پیاسے کو کھانا کھلایا اور پانی پلایا ہے اسے یا تو اس شخص کا جس کو کھلایا پلایا گیا اس کا دشمن کہیں گے یا ایسا شخص جس میں بالکل عقل نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک اور شخص ہے جس کے پاس کوئی اپنی بھوک اور پیاس مٹانے کے لئے آتا ہے تو وہ اسے پاک اور طیب غذا کھلاتا ہے اور صاف اور ٹھنڈا پانی پلاتا ہے جس سے وہ بھوکا پیاسا اچھی طرح سیر ہوتا ہے تو ایسے شخص کو یقیناً ہمدرد اور عقلمند انسان سمجھا جائے گا۔ پس یہی فرق ہے اسلامی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں اور یہ فرق ہونا بھی چاہئے۔ دوسروں نے انسانی خوشی کے فطرتی تقاضے کو تو سمجھا ہے لیکن جو علاج کیا ہے جو اس فطرتی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے سامان کیا ہے چیزیں مہیا کی ہیں وہ عارضی طور پر تو خوشی کے سامان پیدا کرنے والی ہیں لیکن مستقل طور پر نہ صرف فطرتی تقاضے کا علاج نہیں بلکہ مستقل طور پر انسان کو نقصان پہنچانے والی اور اس کی صحت کو خراب کرنے والی اور روحانیت کو خراب کرنے والی اور نقصان پہنچانے والی چیزیں ہیں۔ جبکہ اسلامی عیدیں دائمی اور ہمیشہ کے لئے خوشی کا سامان پیدا کرنے والی ہیں۔

یہ جو پانی پلانے کی میں نے مثال دی ہے اس بارے میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ آج اس زمانے میں جہاں جماعت احمدیہ روحانی مائدہ اور پانی دنیا کو مہیا کر رہی ہے اور ان کی روحانی سیری کا سامان کر رہی ہے وہاں مادی پانی بھی مہیا کرتی ہے۔ عموماً ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والوں کو پانی کی اہمیت کا اندازہ نہیں۔ پاکستان سے بھی آئے ہوئے بہت سے ایسے ہیں جن کے اپنے علاقوں میں نلکوں کا صاف پانی مہیا ہو جاتا ہے لیکن وہاں بھی دور دراز علاقوں میں تھر کے علاقے میں یا تو گندے تالابوں کا پانی ہے یا پھر ایسے کنوئیں کا پانی جو پیاس کو اور بھڑکا دیتا ہے۔ اسی طرح افریقہ میں لوگ تالابوں کا یا پھر ایسے کنوؤں کا پانی پیتے ہیں۔ کنویں تو وہاں سیزن میں ہی مہیا ہوتے ہیں عموماً تالابوں کا پانی ہوتا ہے جہاں واش روم کا پانی اکٹھا ہو جاتا ہے جو اس قدر گندا ہوتا ہے کہ سوائے انسان پیاس سے مر رہا ہو ورنہ کوئی اس پانی کو پینے کا یہاں بیٹھے ہوؤں میں سے تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس جگہ سے انسان پانی لے رہے ہوتے ہیں اور اس جگہ میں جانور بھی پانی پی رہے ہوتے ہیں بلکہ جانوروں کا گند وغیرہ بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔ وہاں ان علاقوں میں جب ہم کنوئیں کھود کر دیتے ہیں اور نلکے لگاتے ہیں تو لوگوں کی خوشی دیکھنے والی ہوتی ہے۔ یہاں شاید آپ کو ہزاروں پاؤنڈ ملنے پر بھی وہ خوشی نہ ہو جو نلکے میں سے پہلی دفعہ صاف پانی دیکھ کر ان لوگوں کو ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمارے نوجوان والنٹیرز جو وہاں اس کام کے لئے یہاں سے بھی جاتے ہیں اس کا تجربہ انہیں ہوتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح کے تجربات سے انہیں گزرنا پڑا اور تصویریں بھی دکھاتے ہیں کہ کس طرح پر بڑے بھی بچے بھی عورتیں بھی خوشی سے اچھل رہے ہوتے ہیں کہ انہیں صاف پانی مہیا ہو گیا۔ گویا وہ دن ان کے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔ اس حوالے سے مَیں صاحبِ حیثیت لوگوں کو یہ بھی کہوں گا کہ ہیومینٹی فرسٹ اور آئی ٹرپل اے ای (IAAAE) جو ہمارے مختلف جگہوں پہ نلکے وغیرہ لگانے کا کام کر رہی ہے، پانی مہیا کرنے کا کام کر رہے ہیں، جو لوگ ان کی مدد کر سکتے ہیں ان کو مدد کرنی چاہئے۔

بہر حال اب مَیں پھر اس اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ غیروں کی عیدوں اور ہماری عیدوں میں کیا فرق ہے؟ غیروں کی عیدیں خوب ناچ گانا فحش اور گندے گیت گانا، کھانا پینا، غل غپاڑا کرنا، کھیل کود کرنا اور خرید و فروخت ہے جبکہ حقیقی اسلامی عید ایک مومن کی عید جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ ہم عید کے دن کہتے ہیں کہ آؤ آج عید کا دن ہے، ہم عام دنوں میں تو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے کے لئے پانچ نمازیں پڑھتے ہیں آج ہم چھ پڑھیں گے۔

خوشی بھی ایک مومن کرتا ہے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اس لئے خوشی کے موقع پر صاف ستھرے کپڑے پہنو عطر لگاؤ اس لئے کہ یہ سنت ہے اور ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کر کے دکھایا اور اللہ تعالیٰ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ خوشی بھی مناؤ۔ آج اچھے کھانے بھی پکاؤ اور کھاؤ اس لئے کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا پہلے سے زیادہ موقع میسر آیا ہے۔ پس یہی حقیقی عید ہے۔ اگر یہ نہیں اور آج عید کی نماز کے بعد ہم بھی صرف شغل اور کھانے پینے میں مصروف ہو جائیں اور ہماری روحانیت میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو، رمضان میں سے جو ہم نے حاصل کیا اس کو ہم بھول جائیں۔ عید کی نماز کے بعد ہم ظہر عصر کی نمازوں کو بھول جائیں اور صرف دنیاداری کی مصروفیات اور لہو و لعب میں مصروف ہو جائیں تو ہم بھی اس شخص جیسے ہی ہو جائیں گے جس کو گندا کھانا اور گندا پانی ملا۔ جس نے اس کا پیٹ بھر کر اور پیاس بجھا کر تسکین دینے کی بجائے بیماریوں میں اسے مبتلا کر دیا ایک عارضی سہارا تو اس کو ملا لیکن مستقل نہیں بلکہ اسے مستقل پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم ایسے بیوقوف شمار ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی پاک اور طیب غذا کو چھوڑ کر اور صاف اور ٹھنڈے پانی کو چھوڑ کر غلیظ اور گندی غذا کو ترجیح دیں گے۔ اگر یہ سوچ ہو گی تو کون ہمیں عقلمند کہے گا۔ اس گندی غذا دینے والے کو کوئی ظالم اور پاگل کہنے سے پہلے ہمیں پاگل اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا کہے گا جس نے پاک اور اچھی غذا چھوڑ کر صاف ٹھنڈا شیریں پانی چھوڑ کر گندی غذا اور گندے پانی کو ترجیح دی۔

پس آج ہمیں عقلمند اور اپنی جان پر ظلم نہ کرنے والا بننے کے لئے اپنی نمازوں اور نیکیوں کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آج فرض نمازوں میں اضافہ کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ مومن کی عید یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے اور جوں جوں اور جس طرح مومن کو اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہ ملتی ہے اتنی ہی اس کی عید حقیقی عید بنتی جاتی ہے۔ پس ہمیں اس حقیقی عید کے حصول کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اگر اس اصول کو ہم سمجھ لیں تو مومن کا ہر روز ہی روز عید بن سکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اگر تم چاہو تو ہر روز ہی عید کر لو اور ایک مومن کی حقیقی عید تو جنت کا ملنا ہے۔ صرف سال کی دو عیدیں تو مومن کے لئے خوشی کا ذریعہ نہیں ہیں کہ سال میں دو عیدیں منا لیں اور بس بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے دائمی عید چاہتا ہے اور دائمی عید یہی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتیں مل جائیں اور جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از الفضل مورخہ 22 اگست 1955ء جلد 3 نمبر 36 صفحہ 6-5)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”یاد رکھو جو خدا تعالیٰ کی طرف صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں کئے جاتے۔ ان کو دونو جہان کی نعمتیں دی جاتی ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ (الرحمٰن:47) (یعنی اور جو شخص اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں مقرر ہیں دنیوی بھی اور اخروی بھی۔) آپ فرماتے ہیں ”اور یہ اس واسطے فرمایا کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میری طرف آنے والے دنیا کھو بیٹھتے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے دو بہشت ہیں۔ ایک بہشت تو اس دنیا میں اور ایک جو آگے ہو گا“۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 78۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے ایک حقیقی مومن کا مقام کہ اللہ تعالیٰ اسے نوازتا ہے جو اس کی رضا کی عید تلاش کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیاوی لحاظ سے بھی نوازا جاتا ہے اور روحانی لحاظ سے بھی اور جس کو اللہ تعالیٰ اس طرح نواز رہا ہے اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا عید ہو سکتی ہے؟ حضرت مصلح موعود نے ایک جگہ بڑی خوبصورت مثال بیان کی ہے کہ جس طرح دنیاوی گورنمنٹیں نمائشیں کرتی ہیں جن سے غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو مختلف قسم کے مال اسباب دکھائے جائیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کی تحریک کی جائے تو عیدیں تو اصل میں آسمانی بادشاہت کی نمائشیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ بتایا کہ اگر تم چاہو تو ہر روز عید کر لو اور جیسا کہ آیت وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ سے پتا چلتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ اس دنیا کی جنت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے ہر روز ہی عید منا سکتے ہو۔

پس عیدیں اس بات کا نمونہ ہے کہ ایک مومن خدا تعالیٰ کے قرب کے راستے تلاش کرے اور جب خدا تعالیٰ کے قرب کے راستے مل گئے اور خدا تعالیٰ راضی ہو گیا تو پھر اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے اور یہ ایک ایسی خوشی ہے جو مکمل طور پر تسکین کا سامان کرنے والی خوشی ہے جو اس دنیا کو بھی جنت بنا دیتی ہے اور اگلے جہان کی جنت کے سامان بھی کر دیتی ہے۔ جس سے خدا خوش ہو گیا اس کے تمام رنج اور غم دور ہو جاتے ہیں۔ ہمیں عیدوں پر اپنی سوچوں اور اپنے عملوں کے یہ طریق اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے طریق ہیں اور ایک مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عید کا دن نہیں ہو سکتا جب خدا اس سے راضی ہو جائے۔ (ماخوذ از الفضل مورخہ 22 اگست 1955ء جلد 3 نمبر 36 صفحہ 6)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے صحابہ میں بھی ایسا رنگ بھر دیا تھا کہ ان کی خوشی اللہ تعالیٰ کی رضا میں تھی۔ ان کو ذہنی سکون اللہ تعالیٰ کی رضا میں ملتا تھا۔ ان کی عیدیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں تھیں۔ بظاہر ان کے ایسے حالات تھے کہ انتہائی غربت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان میں سے بہت سے بلکہ اکثریت ایسوں کی تھی جنہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ آجکل ہم گندم کا آٹا کھاتے ہیں بڑا باریک پسا ہوا آٹا کھاتے ہیں۔ نرم گرم اور قسم ہا قسم کی غذائیں کھاتے ہیں اور عیدوں پر غیر معمولی کھانے کے انتظام بھی ہم کرتے ہیں۔ لیکن صحابہ کو اس ابتدائی زمانے میں جَو کا آٹا کھانے کو ملتا تھا۔ آجکل شاید وہ کبھی کوئی کھانا پسند بھی نہ کرے اور وہ بھی چھنا ہؤا نہیں ہوتا تھا۔ ایک صحابی نے اس آٹے کی حالت یوں ایک سوال پوچھنے والے کے جواب میں بیان فرمائی جس نے پوچھا تھا کہ چھلنی کا رواج اس وقت تھا کہ آپ لوگ آٹا چھان کے کھاتے تھے؟ تو اس نے جواب دیا کہ پتھر پر جَو رکھ کر کُوٹ لیا کرتے تھے اور پھونک مار کر پھر اسے صاف کرتے تھے موٹا موٹا اور باریک کو علیحدہ کر دیتے تھے اور جو باریک آٹا ہوتا تھا اس آٹے کی روٹی پکا لیتے تھے وہ بھی مشکل سے حلق سے گزرتی تھی۔ (بخاری کتاب الاطعمة باب ما کان النبیؐ و اصحابه یاکلون حدیث 5413)

حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی بھوک کا قصہ یوں بیان فرمایا ہے کہ میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اس بھوک کی حالت میں ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے۔ میرے پاس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے۔ مَیں نے ان سے ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ میری غرض یہ تھی کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں۔ براہِ راست سوال صحابہ نہیں کیا کرتے تھے ان میں غیرت تھی لیکن جب میں نے آیت کا مطلب پوچھا

اورغرض تو کھانا کھانے کی تھی کہ سمجھ جائیں گے لیکن وہ آیت کا مطلب بیان کر کے چلے گئے۔ پھر حضرت عمر کا وہاں سے گزر ہوا۔ میں نے ان سے بھی آیت کا مطلب پوچھا۔ غرض یہی تھی کہ وہ کھانا کھلائیں۔ وہ بھی آیت کا مطلب بتا کر چلے گئے۔ میں دل میں بڑا پیچ وتاب کھاتا تھا کہ بھلا مجھے نہیں پتا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے، یہ مجھے سمجھا رہے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے۔ میری حالت دیکھی اور میری کیفیت کو بھانپ لیا۔ آپ مسکرائے۔ آپ نے فرمایا ابوہریرہ میرے ساتھ آؤ۔ آپ اپنے گھر پہنچے اور اندر جانے لگے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ کی اجازت سے اندر گیا۔ وہاں دودھ کا ایک پیالہ پڑا ہوا تھا۔ آپ نے گھر والوں سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ پتا چلا کہ فلاں عورت نے تحفہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوہریرہ صُفہ کے رہنے والے جتنے لوگ ہیں ان کو بلالو۔ وہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کیونکہ بھوک سے میرا بڑا برا حال تھا اور میں نے سوچا کہ یہ پیالہ مجھے ہی مل جائے تو بہتر ہے۔ لیکن بہر حال تعمیل ارشاد میں گیا۔ حکم تھا سب کو بلالایا۔ پھر میں نے سمجھا کہ اب آپ یہ دودھ کا پیالہ سب سے پہلے مجھے پینے کے لئے دیں گے اور میں اچھی طرح پی لوں گا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کسی اور شخص کو دیا۔ پھر دوسرے کو دیا۔ پھر تیسرے کو دیا۔ کہتے ہیں مَیں نے سمجھا کہ اب دودھ مجھے نہیں ملتا یہ تو ختم ہو جائے گا حتی کہ وہ جتنے آدمی تھے، سات آٹھ جو بھی تھے سب نے پیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ابوہریرہ لو پیو۔ مَیں نے پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پیو۔ میں نے پھر پیا اور سیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اب تو بالکل گنجائش نہیں رہی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ لیا اور وہ بچا ہوا دودھ خود پی لیا۔ (بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبیؐ واصحابہ ...... الخ حدیث 6452)

تو یہ حالت تھی ان لوگوں کی غربت کی۔ لیکن دل صرف خدا تعالیٰ کی رضا کے طلبگار تھے۔ جنگوں میں بھی صحابہ خشک کھجوریں کھا کر اور چند گھونٹ پانی پی کر سارا سارا دن جنگ لڑتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ فتوحات دکھائیں، ان کو ایسے عید کے دن دکھائے کہ نہ کسی نے دنیا میں دیکھے اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ اُن کے زیرنگیں ہو گئے۔ یہی ابوہریرہ تھے جب ان کو کسریٰ کے شاہی لباس میں سے ایک رومال حصہ میں ملا تو انہوں نے اس میں تھوکا اور کہا کہ واہ ابوہریرہ! ایک وقت تھا جب تُو بھوک سے نڈھال ہو جایا کرتا تھا اور بعض دفعہ بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور آج یہ حالت ہے کہ کسریٰ کے رومال میں تُو تھوکتا ہے۔ (بخاری کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی وحض علی اتفاق اھل العلم حدیث 7324) وہ غربت میں بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے۔ بھوک اور اس کی وجہ سے بیہوشی تک کی کیفیت انہوں نے گوارا کی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دَر چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم تھی کہ دلوں کی تسکین اس سے ہوتی ہے اور یہی دلوں کی خوشی ان کے لئے عید بن جاتی تھی۔ ہر روز انہیں عیدوں کی خوشخبریاں دیتا ہوا طلوع ہوتا تھا اور یہ دکھاتا تھا کہ اب کس طرح تمہارے لئے عید آ رہی ہے۔ پس عید دل کی خوشی ہوتی ہے۔ صرف نرم عمدہ غذا کھا لینا، شور شرابا کر لینا، بناوٹی باتیں کر کے عیدیں منا لینا، حقیقی عید نہیں ہے۔ حقیقی عید تو وہ ہے کہ ہم اپنے خدا کو راضی کر لیں۔ جب وہ ہمارا نگہبان ہو جائے، جب ہم اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے بن جائیں جو ہمارے ذمّہ ہیں۔ جب ہم اس کے حکموں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ جب ہم ایک دوسرے کے لئے قربانیاں کرنے والے بن جائیں، صرف خودغرضی ہمارا مقصد نہ ہو۔ جب ہم یتیموں اور غریبوں، ضرورتمندوں کا درد اپنے دل میں محسوس کرتے ہوئے ان کی مدد کرنے والے بن جائیں۔ اب یتیموں کے لئے بھی جماعت میں فنڈ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ عطیہ دیتے ہیں۔ بیرونی دنیا کے لوگوں کو پھر میں کہتا ہوں اس میں حصہ لینا چاہئے۔ یہ سب کام ہم نے کس لئے کرنا ہے؟ اس لئے کہ اس سے ہمارا خدا راضی ہوتا ہے۔ یہی چیز ہم میں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنے آئے ہیں۔ آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔“ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 60۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا ”اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا تو یہ ہے کہ ایک پاک دل جماعت مثل صحابہؓ کے بن جاوے۔“ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 184۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں ”یاد رکھو کہ یہ جماعت اس بات کے واسطے نہیں کہ دولت اور دنیاداری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گزرے۔ ایسے شخص سے تو خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ چاہئے کہ صحابہ کی زندگی کو دیکھو“۔

فرمایا ”انسان کو چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے“۔ دیکھتا رہے۔

آپ نے فرمایا کہ ”دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ کوئی ذرا سی تکلیف ہو تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتے ہیں اور آرام کے وقت خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں“۔ پس ہمیں جن کو سہولیات ہیں، جن کو آرام ہے ان کو ہمیشہ اس آرام اور سہولت کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تبھی ہم عیدوں کو دائمی کر سکتے ہیں۔

فرمایا کہ ”جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنّت ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جو متفق ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے“۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت بھی کرتا ہے ”اور اس کو حیات طیبہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی سب مرادیں پوری کی جاتی ہیں۔ مگر یہ بات ایمان کے بعد حاصل ہوتی ہے“۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 185-186۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیاداروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیاداروں کی دوستی میں تو عذر بھی ہے۔ تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیادار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکّے ہیں۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے۔ اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے۔ اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔“ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 187۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم حاصل کریں۔ صرف عارضی خوشیوں سے ہی خوش نہ ہو جائیں۔ عارضی عیدوں سے ہی خوش نہ ہو جائیں بلکہ مستقل خوشی اور مستقل عید کی تلاش کریں۔ اپنے خدا سے وہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں جو کبھی ٹوٹنے والا نہ ہو۔ رمضان کی برکات کو جاری رکھنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہر چیز پر مقدم ہو۔ وہ سچی عید حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں جو سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف توجہ دلانے والی ہو۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ یہ عیدیں تو نمائش کے طور پر ہیں جو اس مال سے فائدہ اٹھانے کی تحریک کرتی ہیں جو نمائش میں دکھایا گیا۔

خدا کرے کہ ہم نے رمضان کے دنوں میں جو برکات حاصل کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی مستقل تحریک پیدا کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرما دے۔ ہماری کمزوریاں اور بیماریاں عارضی طور پر دور ہو کر ہمیں خوشی پہنچانے والی نہ ہوں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہم صحتمند ہو جائیں۔ ہم خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور لڑائی جھگڑوں اور فسادوں کو دُور کر کے حقیقی عید منانے والے بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ دعا میں امّت مسلمہ کو خاص طور پر یاد رکھیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ خاص طور پر شام، عراق، لیبیا جو ملک ہیں ان میں تو بہت زیادہ خطرناک فساد ہے۔ ان کے لوگوں کو یاد رکھیں۔ وہاں کے احمدی بھی بڑی مشکلات میں ہیں۔ بعضوں کے پاس کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ عیدیں کیا منائیں گے بیچارے۔ اور وہاں تک کھانے پینے کا سامان پہنچانا بھی بہت مشکل ہے۔ کچھ احمدیت کی وجہ سے وہاں اسیر بھی ہیں۔ تو ان کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اور وہ لوگ جن کو حکم ہے کہ ایک دوسرے سے محبت پیار اور بھائی چارے کا سلوک کرو۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ بہت سارے دنیا کے ملکوں میں مسلمان ملکوں میں خاص طور پر حکومت رعایا کا خون کر رہی ہے۔ عوام حکومتوں سے لڑائی کر رہے ہیں اور مفاد پرست اور دہشتگرد اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ان حالات میں صرف ان کے اپنے ذاتی مفادات ہیں اور نتیجۃً اسلام کا نام بدنام ہو رہا ہے۔ پس اُمّت مسلمہ کے لئے بہت زیادہ دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کے ان سب لوگوں کے لئے بھی دعا کریں جو کسی بھی رنگ میں مشکلات میں گرفتار ہیں۔ جماعت کے کارکنان، خدمتگاروں، واقفین زندگی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرائض احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے قبول بھی فرمائے اور اپنی جناب سے ہمیں جزا دے۔ اللہ تعالیٰ عمومی طور پر سب کی مشکلات دور فرمائے۔ ہر ایک کی زندگی میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور اس کے ایمان وایقان کو بڑھاتا چلا جائے تا کہ ہمیں حقیقی خوشیاں نصیب ہوں۔ پاکستان کے احمدی ہیں جو مشکلات میں گرفتار ہیں اور بعض جگہ ہندوستان میں بھی احمدیوں پر مشکلات ہیں۔ عرب ممالک اَور بھی ہیں جہاں احمدی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ سب کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان سب کو حقیقی عید کی خوشیاں نصیب کرے۔

آپ سب کو بھی یہاں جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں عید مبارک ہو اور دنیا میں رہنے والے ہر احمدی کو عید مبارک۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔)

بقیہ: نمازِ جنازہ از صفحہ 2

تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا اور بہت سے نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم انعام الحق کوثر صاحب (امیر جماعت آسٹریلیا) کی خوش دامن تھیں۔

(7) مکرمہ بشریٰ مبارک صاحبہ (آف ویلنسیا۔ سپین): 22 اکتوبر 2016ء کو بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے بیماری کا بہت ہمت وحوصلہ سے مقابلہ کیا اور ہمیشہ راضی برضائے الٰہی رہتیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، بہت مخلص اور ہر دلعزیز خاتون تھیں۔ حضور انور کے خطبات جمعہ بڑی باقاعدگی سے خود بھی سنتیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تاکید کیا کرتی تھیں۔ خلافت سے آپ کو بے پناہ محبت تھی اور مالی قربانی کا بہت شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(8) مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شمشاد علی صاحب۔ کراچی): 24 اکتوبر 2016ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ کی پڑنواسی اور حضرت میاں جان محمد صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، بہت ملنسار، بچوں سے پیار کرنے والی، صبر و شکر سے کام لینے والی باہمت خاتون تھیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر قمر احمد علی صاحب (واقف زندگی۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ) کی والدہ تھیں۔

(9) مکرم ملک مشتاق احمد صاحب (چک نمبر 99 شمالی۔ سرگودھا): 8 اگست 2016ء کو 52 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، غرباء کے ہمدرد بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے محبت کا گہرا تعلق تھا۔ اپنے لازمی چندوں کی بروقت ادائیگی کیا کرتے تھے اور دیگر مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ مقامی سطح پر مجلس انصار اللہ میں بطور منتظم ایثار اور مسجد کمیٹی کے نگران کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔

(10) مکرم خالد پرویز صاحب (ابن مکرم چوہدری ارشاد احمد صاحب۔ بھیریا روڈ۔ سندھ): 16 اگست 2016ء کو ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صاف گو، ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ بڑے نڈر داعی الی اللہ تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ خلافت سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ خدام الاحمدیہ میں قائد ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

(11) مکرم عبد الباسط امجد صاحب (ابن مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب۔ لاہور): 16 اگست 2016ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے مقامی سطح پر اپنے حلقہ میں سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ جماعت کی طرف سے جو بھی کام سپرد ہوتا اسے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔ چندہ جات اور زکوۃ بڑی باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے۔

(12) مکرمہ سورنجیت صاحبہ (بنت مکرم غلام محمد صاحب۔ چیڑک۔ ضلع موگا۔ انڈیا): گزشتہ دنوں 42 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والدین نے 1995ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ مرحومہ بہت مخلص، باوفا اور سادہ مزاج کی بااخلاق خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2016ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر 204)

پاکستان میں ممبران جماعت احمدیہ کو شدّت پسند طبقہ کی جانب سے شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ ایک عرصہ سے جاری رہنے والی اس مخالفت نے عوام الناس کو بھی متاثر کر چھوڑا ہے۔ چنانچہ پاکستان بھر میں احمدیوں کے ساتھ تیسرے درجے کے شہریوں والا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اور ان پر ہر قسم کا ظلم کرنا، ان کے اموال کو لوٹنا اور انہیں تکالیف پہنچانا عین 'اسلامی' کام سمجھا جانے لگا ہے۔ اللہ تعالیٰ وطنِ عزیز میں بسنے والے احمدیوں کو ہر آن اپنی حفاظت میں رکھے اور شرّ پسند عناصر کا عبرتناک انجام کرے۔ آمین

ذیل میں پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ ہونے والے مظالم رمخالفت کے واقعات میں سے کچھ خلاصۃً پیش کیے جاتے ہیں۔

چکوال کے قصبہ دوالمیال میں جماعت احمدیہ کی مسجد پر متشدد ہجوم کا حملہ اور فائرنگ

دوالمیال ، ضلع چکوال؛ 12/ دسمبر 2016ء:

پاکستان میں صوبہ پنجاب کے شہر چکوال کے ایک قصبہ دوالمیال میں 12/دسمبر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت روز ایک متشدد ہجوم نے جماعت احمدیہ کی مسجد پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے اندر موجود سامان کو پولیس کی موجودگی میں نذرِ آتش کر دیا۔

اس افسوسناک واقعہ کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے مرکزی دفتر کی جانب سے ایک پریس ریلیز جاری کی گئی جو کہ ذیل میں درج کی جاتی ہے:

پریس ریلیز میں بتایا گیا کہ ” آج 12 دسمبر کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت موقع پر ضلع چکوال کے گاؤں دوالمیال میں ایک متشدد ہجوم نے جماعت احمدیہ کی مسجد پر حملہ کر دیا۔ اس حملے کے دوران ہجوم نے مسجد پر قبضہ کرنے کے لئے شدید فائرنگ کی اور پتھراؤ کیا جس کے نتیجہ میں مسجد میں موجود ایک احمدی ملک خالد جاوید صدمہ سے ہارٹ اٹیک میں وفات پا گئے۔ تفصیلات کے مطابق چکوال میں مخالفین کی طرف سے خاص مہم کے تحت عوام الناس کو احمدی احباب سے مکمل بائیکاٹ کے لیے

نہ صرف اُکسایا جا رہا تھا۔ بلکہ باقاعدہ میٹنگ کر کے اس مہم میں شامل نہ ہونے والوں کے نکاح اور جنازہ نہ پڑھنے کی دھمکی دی جا رہی تھی۔ آج 12/ربیع الاول کے موقع پر دوالمیال ضلع چکوال میں مخالفین کی طرف سے ایک جلوس نکالا گیا جس میں تقریباً 1000 سے زائد افراد شامل تھے۔ اس جلوس نے صبح تقریباً 11:00 بجے احمدیہ مسجد پر حملہ کر دیا۔ حملہ آوروں نے مسجد پر پتھراؤ اور فائرنگ کی۔ پولیس نے اندر موجود احمدیوں کو وہاں سے نکالا۔ اس کے بعد مشتعل جلوس پولیس کو ہٹاتے ہوئے مسجد دارالذکر میں داخل ہوگیا اور وہاں موجود سامان اکٹھا کر کے آگ لگا دی

بعد میں پولیس نے مسجد سے مخالفین کو باہر نکال دیا۔ حالات کو کنٹرول کرنے کیلئے فوج اور رینجرز کو طلب کرلیا گیا۔

جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان نے کہا ہے کہ جماعت احمدیہ کی مسجد پر حملہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے اور تیاری کے ساتھ حملہ کیا گیا ہے۔ انتظامیہ کو قبل از وقت تحریری طور پر یہ اطلاع مقامی جماعت احمدیہ کے عہدیداران کی طرف سے پہنچا دی گئی تھی کہ علاقے میں احمدیوں کے جان و مال کو خطرہ ہے اور معاندین مسجد پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے گئے۔ آج سارا دن متشدد ہجوم علاقے میں دندناتا رہا۔

ترجمان نے کہا کہ ہمارا ایمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے اور اس طرح کی ظالمانہ کارروائیوں سے ہمارے قدم ڈگمگا نہیں سکتے۔ حکومت کو اپنا فرض پہچانتے ہوئے عدم تحفظ کا شکار احمدیوں کو تحفظ فراہم کرنا چاہئے جو بطور پاکستانی شہری ہمارا حق ہے۔“

ملّاں عامۃ الناس کو جھوٹے طور پر یہ بات باور

کراتے ہیں کہ گویا احمدی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور احمدیوں کو نعوذ باللہ گستاخِ رسول قرار دے کر عوام کے جذبات کو انگیخت کرتے ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16/دسمبر 2016ء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے حوالہ سے ان علماء کا احوال اور اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کے عقیدۂ ختمِ نبوّت پر پختگی سے ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

” اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مسلمانوں کی ایسی حالت ہو جائے گی، جب مسلمانوں کے دل آپس میں پھٹ جائیں گے، قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى کی حالت ہوگی، مسلمان ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے۔ نام نہاد علماء جن کے پاس مسلمان لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے پاس ہدایت ہے ہدایت کے لئے جائیں گے تو ان علماء کی بھی یہی حالت ہوگی کہ وہ بھی انہی کاموں میں مصروف ہوں گے جو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والے ہیں بلکہ عام لوگوں سے بھی بدتر ان کی حالت ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عُلَمَآئُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ۔ یعنی علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد 3 صفحہ 318-317 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت 2004ء)۔

کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ فتنے پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ان میں سے فتنے پھوٹیں گے۔ اور یہی ہم آج علماء کی اکثریت میں دیکھ رہے ہیں کہ بجائے آگ بجھانے کے یہ لوگ آگ لگانے والے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کا نقشہ کھینچ کر بتایا تھا کہ اس حالت میں اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان مایوس نہ ہوں ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئے گا جو اپنے آقا و مطاع کے کامل غلام کی حیثیت سے مسلمانوں کو بھی، غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور اسلام کی خوبصورت اور روشن تعلیم سے دنیا کو روشن کرے گا اور پھر سے اُمّت واحدہ بنائے گا۔

لیکن جیسا کہ میں نے کہا اسی بات سے یہ علماء انکاری ہیں اور لوگوں کو بھی، عامۃ المسلمین کو بھی غلط باتیں بتا کر فساد کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ اور انہیں وہ باتیں فساد پیدا کرنے کے لئے بتاتے ہیں کہ جن کا وجود ہی نہیں ہے۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور اس پر کامل ایمان کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن یہ فتنہ پرداز مولوی عوام الناس کے جذبات کو اس بات سے انگیخت کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کہا جائے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جو احمدی کہلاتے ہوئے پھر اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہ فاسق، فاجر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جماعت احمدیہ مسلمہ کا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ احمدی ختم نبوت کی وہ تعریف کرتے ہیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس کو قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے باہر ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ دسمبر 2016ء)

(باقی آئندہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

لجنہ اماء اللہ جرمنی کا جریدہ ’’خدیجہ‘‘ (نمبر 1 برائے سال 2011ء) سیرتِ صحابیات کے حوالہ سے شائع کیا گیا تھا۔ اس خصوصی اشاعت میں چند ایسی صحابیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مختصر بیان شائع ہوا ہے جو جسمانی طور پر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریب تھیں۔ چنانچہ اس خاص نمبر کے حوالہ سے چند ایسی صحابیات کی سیرت کا بیان ذیل میں کیا جارہا ہے جن کا ذکر قبل ازیں ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی زینت نہیں بنایا جاسکا۔ (یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں اب تک شامل کئے جانے والے تمام مضامین کا مکمل انڈیکس ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ کی ویب سائٹ پر موجود ہے)۔

حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت ثوبیہؓ پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کی لونڈی تھیں جنہیں ابولہب نے اپنے یتیم بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں آزاد کردیا تھا۔ حضرت ثوبیہؓ نے ہی پہلے حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا اور اس طرح آپؐ کے حقیقی چچا حضرت حمزہؓ آپؐ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

حضرت ثوبیہؓ کی چند دن کی اس خدمت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں بھولے اور اُن کی ساری زندگی آپؐ اُن کی مدد فرماتے رہے۔ اُنہیں پوشاک بھجوایا کرتے اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے اقارب کی خیریت دریافت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے مختصر حالات مکرمہ سلطانہ صابرہ رفیق صاحبہ کے قلم سے شائع ہوئے ہیں۔

حضرت حلیمہؓ سعدیہ کا تعلق قبیلہ بنی سعد اور ہوازن قوم سے تھا۔ آپؓ کے والد ابی ذویب عبداللہ بن حرث تھے۔ آپؓ کے خاوند کا نام بھی حرث تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی والد تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹے عبداللہ اور دو بیٹیاں انیسہ اور خزامہ (شیما) شامل تھیں۔

مکّہ کے دستور کے مطابق بچوں کو عموماً مائیں دودھ نہیں پلاتی تھیں بلکہ شہر سے باہر کے بدوی لوگوں میں دایوں کے سپرد کردیتی تھیں تاکہ بچے کھلی ہوا میں پل کر طاقتور ہوجائیں نیز زبان بھی عمدہ اور صاف سیکھ لیں۔ حضرت حلیمہ بھی کسی بچے کی تلاش میں دیگر عورتوں کے ساتھ مکّہ آئی تھیں لیکن دیگر عورتوں کی طرح آپ کی بھی خواہش تھی کہ کسی امیر باپ کے بیٹے کو ساتھ لے جائیں تاکہ زیادہ پیسے مل سکیں۔ لیکن جب سارا دن پھرنے کے باوجود اُنہیں کوئی بچہ نہ مل سکا تو مجبوراً اُنہیں یتیم محمدؐ کے گھر پر دستک دینا پڑی تاکہ بغیر کسی بچہ کے واپس نہ جانا پڑے۔ دوسری طرف حضرت آمنہ سارا دن کسی مناسب دایہ کے انتظار میں رہیں۔ آخر شام گئے معصوم بچے محمدؐ کو حلیمہ کی گود میں ڈال دیا گیا۔

حضرت حلیمہ ابتدا میں تو زیادہ خوش نہ تھیں لیکن جلد ہی اُنہیں معلوم ہوگیا کہ جو بچہ وہ لائی ہیں وہ غیرمعمولی برکتوں والا ہے۔ چنانچہ اُن کا اپنا بیان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے ہم پر بہت تنگی کا وقت تھا مگر آپؐ کے آنے سے یہ تنگی فراخی میں بدل گئی اور ہماری ہر چیز میں برکت نظر آنے لگی۔ چنانچہ مقرّرہ مدّت کے بعد آپ نے حضرت آمنہ سے درخواست کی کہ بچے محمدؐ کو مزید کچھ عرصہ اُن کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔ یہ درخواست قبول ہوئی اور آپؐ قریباً چار برس کی عمر تک اُن کے پاس رہے۔ علامہ السبیلیؒ کے نزدیک یہ عمر پانچ سال ایک ماہ تھی۔

حضرت حلیمہؓ نے ایک بار عکاظ کے سالانہ میلے میں شرکت کی تو ننھے محمدؐ بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ وہاں ایک ’’فال گو‘‘ یہودی نے آپؐ کو دیکھا تو شور مچادیا کہ لوگو! آؤ اور اس بچے کو قتل کردو ورنہ وہ تمہیں قتل کرے گا۔ اس پر اُس یہودی کے ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا یہ بچہ یتیم ہے؟ حضرت حلیمہؓ نے کہا کہ نہیں، مَیں اس کی ماں ہوں اور حارث (اُن کے خاوند) اس کے والد ہیں۔ اس پر یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم اسے قتل کردیتے۔

تاریخ میں شقِ صدر کا واقعہ بھی درج ہے جب آپؐ کی عمر چار سال تھی اور آپؐ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے میں مصروف تھے کہ اچانک دو سفید پوش آدمی آئے اور انہوں نے آپؐ کو زمین پر لٹا کر آپؐ کا سینہ چاک کیا۔ آپؐ کے رضاعی بھائی نے اپنے ماں باپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو وہ دونوں بھاگتے ہوئے آئے۔ دیکھا کہ آپؐ خوفزدہ حالت میں کھڑے ہیں۔ حضرت حلیمہؓ نے بڑھ کر آپؐ کو گلے سے لگالیا۔

اگرچہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے ایمان لانے کے بارہ میں اختلاف ہے۔ تاہم امام السیوطیؒ کا بیان ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ اسلام لے آئی تھیں۔ علامہ شبلی نعمانیؒ نے بھی کئی حوالوں سے اس دعویٰ کی توثیق کی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حلیمہؓ اور اُن کی اولاد سے بڑی موانست تھی اور آپؐ نے رشتہ رضاعت کو ہمیشہ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد ایک بار حضرت حلیمہ جب آنحضورؐ کو ملنے مکّہ آئیں اور آپؐ سے خشک سالی کی وجہ سے قحط کی شکایت کی تو آپؐ کی سفارش پر حضرت خدیجہؓ نے اُنہیں بیس بکریاں اور سواری کے لئے ایک اونٹ دے کر رخصت کیا۔

فتح مکّہ کے بعد ایک بار جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جِعِرّانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرمارہے تھے تو صحابہ نے دیکھا کہ ایک بدوی عورت آئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے لئے اپنی چادر بچھادی۔

اسی طرح جنگ حنین میں حضرت حلیمہؓ کے قبیلہ ہوازن کے ہزارہا قیدی پکڑے گئے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضاعی رشتہ کی خاطر اُن سب کو بغیر کوئی فدیہ لئے رہا فرمادیا بلکہ اُن قیدیوں میں شامل اپنی رضاعی بہن کو انعام سے مالامال بھی فرمادیا۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت سودہؓ بنت زمعہ کے مختصر اوصاف مکرمہ مدیحہ جاوید صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

حضرت سودہؓ کا تعلق قریش کے قبیلہ عامر بن لوی سے تھا۔ آپؓ کی والدہ کا نام شموس تھا جو مدینہ کے خاندان بنونجار سے تھیں۔ آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے آغاز میں ہی اپنے خاوند حضرت سکرانؓ بن عمرو کے ساتھ اسلام قبول کرچکی تھیں۔ دونوں نے بعدازاں حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر کچھ عرصہ بعد حبشہ سے واپس مکّہ آگئے۔ اُس زمانہ میں آپؓ نے ایک خواب دیکھا کہ آسمان پھٹا ہے اور چاند آپؓ پر آگرا ہے۔ حضرت سکرانؓ نے یہ خواب سن کر کہا کہ ’’مَیں عنقریب مرجاؤں گا اور تم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آجاؤ گی۔ اُنہی دنوں آپؓ نے ایک اور خواب دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضورؐ نے اپنے پاؤں آپؓ کی گردن پر رکھ دیئے۔ یہ خواب سُن کر حضرت سکرانؓ نے فرمایا کہ ’’بخدا اگر تم نے واقعی یہی خواب دیکھا ہے تو مَیں مر جاؤں گا اور رسول اللہ تم سے نکاح فرمائیں گے‘‘۔ چنانچہ یہ خواب پورے ہوئے اور مکّہ واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت سکرانؓ نے وفات پائی۔ حضرت سکرانؓ سے آپؓ کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن تھا جس نے جنگ جلولا میں شہادت حاصل کی۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے والی پہلی خاتون تھیں۔ اس کی صورت یوں پیدا ہوئی کہ 10 نبوی میں حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد آنحضورؐ بہت غمگین تھے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت عثمانؓ بن مظعون کی اہلیہ حضرت خولہؓ بنت حکیم نے عرض کی کہ آپؐ کو ایک رفیق کی ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں! گھربار، بال بچوں کا سب انتظام خدیجہؓ سے متعلق تھا۔ حضرت خولہؓ نے عرض کی کہ آپؐ شادی کیوں نہیں کرلیتے؟ فرمایا: کس سے؟ خولہؓ نے عرض کیا: اگر آپؐ چاہیں تو کنواری سے کرلیں اور اگر چاہیں تو بیوہ سے۔ فرمایا: بیوہ کون ہے؟ خولہؓ نے عرض کی: سودہ جو آپؐ پر ایمان بھی لاچکی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاکر اُس سے اس سلسلہ میں گفتگو کرو۔ چنانچہ حضرت خولہؓ حضرت سودہؓ کے پاس گئیں اور مدّعا بیان کیا۔ وہ کہنے لگیں کہ مناسب ہے کہ میرے باپ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ حضرت خولہؓ اُن کے والد کے پاس گئیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا پیغام دیا۔ وہ بولے: ہاں! محمدؐ شریف اور برابر کا کفو ہے لیکن اپنی سہیلی سودہؓ سے بھی تو دریافت کرو۔ حضرت خولہؓ نے کہا کہ اُن کو یہ پسند ہے۔ اس پر حضرت سودہؓ کے والد نے کہا کہ محمدؐ کو میرے پاس بھیجو۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور سودہؓ کے والد نے چار سو درہم حق مہر پر نکاح پڑھا دیا۔ نکاح کے بعد حضرت سودہؓ کے بھائی عبداللہ (جو اُس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) اُن کو اس تقریب کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈالی کہ یہ کیا غضب ہوگیا۔ اسلام لانے کے بعد وہ اپنی اس حماقت پر ہمیشہ افسوس کرتے رہے۔

حضرت سودہؓ نہایت صالح، خوش اخلاق اور خدا کی راہ میں سخی تھیں۔ اپنی ضرورت سے زیادہ کچھ اپنے پاس نہ رکھتیں۔ ایک بار حضرت عمرؓ نے ایک تھیلی درہم کی اُن کو بھیجی جو انہوں نے اُسی وقت تقسیم کروادی۔ ان کے مزاج میں کسی قدر تیزی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی ظرافت بھی تھی۔

اطاعت کے وصف میں حضرت سودہؓ سب ازواج مطہرات میں ممتاز تھیں۔ چنانچہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر تمام ازواج مطہرات کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ’’حج کے بعد اپنے گھروں میں بیٹھنا‘‘ تو حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دیگر بیویاں تو حج اور عمرہ وغیرہ بھی کرتی تھیں مگر حضرت سودہؓ اور حضرت زینبؓ بنت جحش نے اس حکم کی سختی سے تعمیل کی اور گھر سے باہر نہ نکلیں۔

حضرت سودہؓ کو حضرت عائشہؓ سے بہت محبت تھی۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ مَیں نے کسی عورت کو جذبۂ رقابت سے خالی نہ دیکھا سوائے سودہؓ کے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ ’’سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی‘‘۔ حضرت سودہؓ کی عمر زیادہ تھی اس لئے انہوں نے اپنی باری بھی نوعمر عائشہؓ کے لئے چھوڑ دی تھی۔ تاہم اس کے بعد بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدگی سے حضرت سودہؓ کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے اور اُن کی دلداری اور آرام کا خیال رکھتے تھے۔

حضرت سودہؓ سے صرف پانچ احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا والد بہت بوڑھا ہوگیا ہے اور حج نہیں کرسکتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تمہارے والد پر قرض ہو اور تُو ادا کرے تو کیا وہ قبول کرلیا جائے گا؟ اُس نے اثبات میں جواب دیا تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ بہت رحیم وکریم ہے، اپنے والد کی طرف سے تُو حج کرلے۔

حضرت سودہؓ کی وفات 22 ہجری میں ہوئی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہؓ کا مختصر ذکر خیر مکرمہ امۃ الودود صاحبہ نے تحریر کیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت زینبؓ بنت مظعون کی بیٹی اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ کی پیدائش بعثتِ نبوی سے پانچ سال قبل ہوئی۔ آپؓ کی پہلی شادی حضرت خنیسؓ بن حذافہ سے ہوئی تھی جو جنگ بدر کے بعد مدینہ واپس آکر بیماری کے باعث وفات پاگئے۔ اُس وقت حضرت حفصہؓ کی

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ’’النور‘‘ اکتوبر 2011ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کے حوالہ سے کہی جانے والی ایک طویل نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تھا وہ اِک اہلِ فراست اور اہلِ علم تھا
تھی خدا ترسی طبیعت میں نہایت حِلم تھا
عزم اور ایمان میں وہ شخص تھا کوہِ گراں
راہِ حق پر گامزن تھا وہ مثالِ سالکاں
اس کا واحد جرم اِک مامور کو تھا ماننا
’’التوائے جنگ‘‘ کے فرمان کو سچ جاننا
عالم و فاضل تھا وہ گویا مثلِ آفتاب
سارے کابل میں نہیں تھا کوئی بھی اس کا جواب
پیش کردی نقدِ جاں تصدیقِ مہدی کے لئے
رہ نہیں سکتا تھا وہ جامِ شہادت بِن پیئے
بھول سکتی ہی نہیں کابل کی اس کو سرزمیں
راہ حق کا شیر تھا وہ آفریں صد آفریں
گِر گئی اللہ کی نظروں سے کابل کی زمیں
آج تک منہ امن کا اس ملک نے دیکھا نہیں
خونِ انسانی سے تَر ہے ملکِ افغانستاں
ہر گلی کوچہ ہے اس بستی کا عبرت کا نشاں

عمر 20 سال تھی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کو ان کی شادی کا فکر دامنگیر ہوا تو انہوں نے پہلے حضرت ابوبکرؓ سے ان کے رشتہ کی بات کی اور انہوں نے حامی نہ بھری تو حضرت عثمانؓ سے پوچھا۔ اُنہوں نے بھی معذرت کرلی۔ حضرت ابوبکرؓ کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ اُن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے لئے حضرت حفصہؓ کے رشتہ کا ذکر فرما چکے تھے۔ بہرحال دونوں کے انکار پر حضرت عمرؓ کو بہت رنج ہوا۔

بعدازاں آنحضورؐ نے حضرت حفصہؓ کے لئے پیغام بھیجا اور حضرت عمرؓ نے نہایت خوشی سے اس رشتہ کو قبول کیا۔ فروری 635ء (شعبان 3ہجری) میں آپؓ کی شادی ہوگئی۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں خانگی امور میں ایک دوسرے کی حامی تھیں اور باہمی محبت وشفقت کے ساتھ رہتی تھیں۔ حضرت حفصہؓ بہت خداترس خاتون تھیں۔ ساری زندگی بہت سادگی اور صوفیانہ انداز میں زیادہ تر وقت عبادت کرتے ہوئے گزاری۔ ایک بار جبرائیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حفصہؓ کے بارہ میں بتایا کہ وہ بہت عبادت کرنے والی، بہت روزے رکھنے والی ہیں۔ اے محمدؐ! وہ جنت میں آپؐ کی زوجہ ہیں۔

حضرت حفصہؓ کو تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر شفا بنت عبداللہ عدویہ نے آپؓ کو لکھنا پڑھنا سکھایا۔ آپؓ کے ہاں قرآن کریم کا ایک نسخہ بھی موجود تھا۔ حضرت عائشہؓ، حضرت امّ سلمہؓ کے علاوہ حضرت حفصہؓ نے بھی قرآن کریم حفظ بھی کیا ہوا تھا اور قرآن کریم پڑھنا آپؓ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ یہ اعزاز بھی آپؓ کو حاصل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کریم لکھوایا کرتے تھے اس کی تختیاں آپؓ کے پاس رکھوادی جاتی تھیں۔ بعدازاں حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب قرآن کریم کے لکھے ہوئے الگ الگ ٹکڑوں کو ایک جگہ جمع کیا گیا تو حضرت حفصہؓ سے بھی مشورہ کیا جاتا نیز یہ جلد کیا ہوا قرآن کریم بھی آپؓ ہی کے پاس رکھوایا گیا۔ آپؓ سے 60 احادیث بھی مروی ہیں۔

آپؓ شعبان 45ہجری میں قریباً 63 سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پاکر جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپؓ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں امّ المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا مختصر ذکرخیر مکرمہ عذرا عباسی صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت زینبؓ کا تعلق نجد کے قبیلہ عامر بن صعصعہ سے تھا۔ آپؓ قبیلہ کے سردار کی بیٹی تھیں۔ آپؓ صاحبِ حیثیت ہونے کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کی مالک تھیں۔ غریبوں اور مساکین کو کھانا کھلاکر بڑی خوشی محسوس کرتیں۔ اسی لئے آپؓ کی کنیت امّ المساکین تھی۔

آپؓ کا پہلا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے طفیل سے ہوا تھا۔ طفیل نے آپؓ کو طلاق دی تو طفیل کے بھائی عبیدہؓ کے نکاح میں آئیں۔ آپؓ نے ابتدائی دَور میں ہی اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت عبیدہؓ اور حضرت زینبؓ مکّہ میں مظالم کے باعث ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے تو آنحضورؐ نے دونوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرجانے کا ارشاد فرمایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں حضرت عبیدہؓ کا خاص مقام تھا اور لوگوں میں وہ شیخ المہاجرین کے لقب سے مشہور تھے۔

غزوۂ بدر میں حضرت عبیدہؓ زخمی ہوگئے اور واپسی کے سفر میں صفرا کے مقام پر وفات پاگئے۔ تب حضرت زینبؓ کی شادی حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے ہوئی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ غزوۂ اُحد میں وہ بھی شہید ہوگئے۔ کفّار نے اُن کے کان ناک کاٹ کر دھاگے میں پروئے اور نعش کا مثلہ کیا۔ حضرت زینبؓ کو اُن کی شہادت اور نعش کی بےحرمتی کی خبر ہوئی تو آپؓ نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ! تیرا ہر حال میں شکر، تیری رضا میں میری رضا شامل ہے۔

اُس وقت مسلمانوں اور حضرت زینبؓ کے قبیلہ میں (جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا) شدید دشمنی پائی جاتی تھی۔ اُن کے قبیلہ نے مسلمان مبلغین کو بھی دھوکہ سے شہید کردیا تھا۔ ایسے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ اس غم رسیدہ بیوہ کی دلجوئی ہوجائے نیز اُن کے قبیلہ کے دل میں مسلمانوں کے لئے نرمی پیدا ہوجائے، آپؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپؓ نے کہلا بھیجا کہ میرے معاملہ میں آپؐ خودمختار ہیں۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چارسو درہم حق مہر پر آپؓ سے نکاح فرمالیا۔

حضرت زینبؓ کا اپنے قبیلہ میں سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے بڑا مقام تھا۔ آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں زوجہ تھیں۔ صرف تین ماہ آپؐ کی زوجیت میں رہنے کے بعد ربیع الآخر 4ہجری میں 30 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں امّ المومنین حضرت امّ سلمہؓ کا مختصر ذکرخیر مکرمہ طیبہ اعجاز صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت اُمّ سلمہؓ کا نام ھند تھا اور اُمّ سلمہ کنیت تھی۔ آپؓ قریش کے ایک معزّز گھرانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ والد کا نام سہیل اور والدہ عاتکہ تھیں۔ آغاز نبوت میں اپنے شوہر حضرت عبداللہؓ بن اسد (ابوسلمہ مخزومی) کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ وہ غزوۂ اُحد میں زخمی ہوئے اور اسی وجہ سے 4ہجری میں وفات پاگئے۔ اس کے بعد آپؓ دعا کیا کرتیں کہ اے اللہ! مجھے ابوسلمہ سے بہتر جانشین دے۔ پھر سوچتیں کہ ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہوسکتا ہے۔ ابوسلمہؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی بھائی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔

جب امّ سلمہؓ کی عدّت کا زمانہ گزر گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے لئے اِن کا خیال آیا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے ایک شارع نبی کی بیوی بننے کی اہل تھیں۔ آپؐ نے حضرت عمرؓ کے ذریعہ انہیں شادی کا پیغام بھجوایا۔ پہلے تو حضرت امّ سلمہؓ نے عذر کیا کہ میری عمر اب بہت ہوگئی ہے اور مَیں اولاد کے قابل بھی نہیں رہی۔ لیکن چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اَور تھی اس لئے بالآخر رضامند ہوگئیں اور اُن کے بیٹے نے اُن کی طرف سے ولی کے فرائض سرانجام دیئے۔ اُس وقت حضرت اُمّ سلمہؓ کی عمر 30 سال تھی اور پہلے شوہر سے اِن کا ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت امّ سلمہؓ زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ اپنی یتیم اولاد کی پرورش ثواب کی نیت سے کرتیں۔ ہرمہینہ تین روزے رکھتیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں۔ فیاض تھیں۔ آنحضورؐ سے بہت محبت تھی اور آپؐ کے موئے مبارک تبرّکاً رکھے ہوئے تھے۔ نہایت فہیم، ذکی اور ایمان واخلاص میں اعلیٰ مرتبہ کی حامل تھیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والی خواتین میں آپؓ اوّل نمبر پر تھیں۔ لکھنا پڑھنا بھی جانتی تھیں اور مسلمان عورتوں کی تعلیم وتربیت میں خاص حصہ لیتی تھیں چنانچہ بہت سی روایات اور 378 /احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔ اس وجہ سے آپؓ کا درجہ ازواج النبیؐ میں دوسرا اور کُل صحابہ و صحابیات میں بارھواں ہے۔ اکابر صحابہؓ کے انتقال کے بعد آپ مرجع عام بن گئیں۔ فقہ کے مسائل بھی بیان کرتیں جو کسی ابہام کے بغیر صاف اور سیدھے ہوتے۔

حضرت امّ سلمہؓ بہت معاملہ فہم اور صائب الرائے تھیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؓ کے ہی مشورہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانور کی قربانی دی اور احرام اُتار دیا جسے دیکھ کر وہ سارا لشکر جو شکستہ دلی کے باعث آنحضورؐ کے تین بار ارشاد فرمانے کے باوجود شش و پنج کا شکار تھا یکلخت لبّیک کہہ اُٹھا اور قربانی کے جانوروں کی گردنوں پر چھریاں چلادیں۔

حضرت امّ سلمہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد پر سچّے دل سے عمل کرتیں۔ اپنے مہربان خاوند کی خوشیوں پر بھرپور خوشی کا اظہار کرتیں۔ آپؓ کی موجودگی میں ایک بار حضرت جبرائیلؑ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کچھ باتیں کرکے چلے گئے۔ اُن کے جانے کے بعد آنحضورؐ نے آپؓ سے پوچھا کہ یہ کون تھے؟ آپؓ نے ایک صحابی دحیہ کا نام لیا۔ بعد میں آپؓ کو علم ہوا کہ واقعہ کیا ہے۔

حضرت امّ سلمہؓ کو متعدد غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ ازواج مطہّرات میں سب سے آخر میں (یزید بن معاویہ کے زمانہ میں) 84 سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں امّ المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کا مختصر ذکرخیر مکرمہ مبشرہ ملک اعوان صاحبہ کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

حضرت زینبؓ بنت جحش کی والدہ کا نام امیمہ تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ حضرت زینبؓ وہ خوش نصیب خاتون تھیں جن کا نکاح خود خداتعالیٰ نے بذریعہ وحی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا اور اس طرح جاہلیت کی ایک رسم کی بیخ کنی بھی کی تھی۔

حضرت زینبؓ کی پہلی شادی حضرت زید بن حارثہؓ کے ساتھ ہوئی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے تھے۔ یہ شادی ایک سال میں ہی ختم ہوگئی اور حضرت زینبؓ کو طلاق ہوگئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی (الاحزاب:38) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؓ سے نکاح کرنے کا حکم دیا۔ منافقین کے اعتراضات کے باعث آنحضورؐ کے لئے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرنا گراں امر تھا تاہم خداتعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آنحضورؐ نے آپؓ کو نکاح کا پیغام بھجوادیا۔ دوسو درہم مہر پر نکاح طے پایا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت ولیمہ میں روٹی اور سالن کا اہتمام کیا۔ اس ولیمہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ (الاحزاب:54)۔ یہ واقعہ 5ہجری کا ہے۔

حضرت زینبؓ نہایت دیندار، عبادت گزار اور مخیّر خاتون تھیں۔ چنانچہ ایک موقع پر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے اور حضرت زینبؓ بھی وہاں موجود تھیں۔ آپؓ نے کوئی ایسی بات کہی جو حضرت عمرؓ کو ناگوار گزری اور انہوں نے تلخ لہجہ میں آپؓ کو دخل دینے سے منع کیا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! اِن سے کچھ نہ کہو۔ یہ بڑی عبادت گزار اور خدا سے ڈرنے والی ہیں۔

حضرت زینبؓ نہایت قانع اور صدق وصفا پر قائم تھیں۔ اپنے ہاتھوں سے روزی کماتی تھیں اور آمدنی کو صدقہ کردیتیں۔ اپنے محبوب خاوند کی طرح یتیموں اور بیواؤں کی خدمت میں راحت پاتیں۔ واقعہ افک کے بعد جب آنحضورؐ نے حضرت زینبؓ سے حضرت عائشہؓ کے بارہ میں دریافت فرمایا تو آپؓ نے جواب دیا کہ مَیں عائشہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں پاتی۔

حضرت عائشہؓ نے آپؓ کی وفات پر فرمایا کہ مَیں نے کوئی عورت زینبؓ سے زیادہ دیندار، پرہیزگار، راست گفتار، فیّاض، مخیّر اور خدا کی رضاجوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی۔ فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تھا کہ ’’تم میں سے جلد مجھ سے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے‘‘۔ ازواج مطہرات اس حقیقت کو نہ سمجھیں اور اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔ یہ استعارہ فیاضی کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت زینبؓ کا وصال ہوا تو سب کی سمجھ میں آیا۔ حضرت زینبؓ نے 53 برس کی عمر میں 20ہجری میں وفات پائی۔ حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ آپؓ کا ترکہ صرف ایک مکان تھا جسے ولید بن عبدالملک نے پچاس ہزار دہم میں خرید کر مسجد نبوی میں شامل کردیا۔

ایک غیرت منداور بہادر خاتون

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں ایک غیرت منداور بہادر خاتون کے حوالہ سے تحریر ہے کہ حضرت عباسؓ بھی غزوۂ بدر میں کفّار کی طرف سے لڑنے کے بعد مسلمانوں کی قید میں چلے گئے۔ اس دوران ابولہب اُن کے گھر گیا اور اُن کے غلام ابورافعؓ کے پاس بیٹھ گیا جو نیزے بنانے میں مصروف تھا۔ ابولہب نے وہاں ابوسفیان کو دیکھا تو پوچھا کہ لڑائی میں کیا گزری۔ ابوسفیان بولا کہ ’واللہ! مسلمانوں کے سامنے ہماری بےبسی کا یہ عالم تھا جیسے مُردہ غسل دینے والے کے سامنے بےبس ہوتا ہے۔ انہوں نے جس کو چاہا مار ڈالا اور جس کو چاہا قید کرلیا۔ ایک عجیب نظارہ ہم نے یہ دیکھا کہ ابلق گھوڑوں پر سوار سفید پوش آدمیوں نے مار مار کر ہمارا بھُرتا بنادیا۔ معلوم نہیں یہ لوگ کون تھے‘۔ ابورافعؓ بولے: وہ تو فرشتے تھے۔

یہ سُننا تھا کہ ابولہب نے غصہ سے ابورافعؓ کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا۔ دونوں گتھم گتھا ہوگئے۔ ابورافعؓ کمزور تھے اس لئے ابولہب نے ابورافعؓ کو پیٹنا شروع کیا۔ اس پر قریب بیٹھی حضرت عباسؓ کی اہلیہ (ابولہب کی بھابھی) حضرت امّ الفضل اٹھیں اور ایک موٹی لکڑی اس زور سے ابولہب کے سر پر ماری کہ اُس کا سر پھٹ گیا۔ پھر وہ گرج دار آواز میں بولیں کہ بےحیا! اِس کا آقا موجود نہیں اور تُو اس کو کمزور سمجھ کر مار رہا ہے۔

ابولہب نے اُن کے تیور اور وہاں کے حالات دیکھے تو خاموشی سے وہاں سے چلے جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ’’النور‘‘ اگست و ستمبر 2011ء میں مکرمہ خانم رفیعہ مجید صاحبہ کی ایک نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

منظرِ عشقِ دین کچھ اس طرح بپا رہے
سر بسجود تم رہو ، سامنے خدا رہے
امّتِ محمدی کے مہر و ماہ بن جاؤ تم
پھیل جاؤ شش جہت تا نُور رجا بجا رہے
تم ہو غلامِ مصطفیٰؐ یہ مرتبہ ہے بے بہا
ہم ہیں بادستِ دعا، اسلام جاگتا رہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
January 06, 2017 – January 12, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 06, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Yoonus, verses 24-31 with Urdu translation.
00:35 Dars Majmooa Ishteharaat
00:45 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 05.
01:05 Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque: Recorded on March 03, 2012.
02:30 Spanish Service
03:05 Pushto Service
03:45 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 91 - 109 by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 72, recorded on July 26, 1995.
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 359.
06:00 Tilawat: Surah Yoonus , verses 32-40 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 06.
06:55 Jalsa Session with Dutch Guests: Recorded on May 09, 2012.
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on December 31, 2016.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat: Surah Ash-Shu'araa, verses 1-40.
11:55 Roshan Hoi Baat: The early life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondane: Rec. November 29, 2013.
15:45 Let's Find Out
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Live Al Hiwar-ul-Mubashir
20:30 Roshan Hoi Baat [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday January 07, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
01:00 Jalsa Session with Dutch Guests
02:10 Friday Sermon
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 360.
06:00 Tilawat: Surah Yoonus , verses 41-52 with Urdu translation.
06:10 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 14.
07:00 Jalsa Qadian Concluding Address: Recorded on December 28, 2011.
08:00 International Jama'at News
08:45 Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on May 24, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on January 06, 2017.
12:15 Tilawat: Surah An-Noor, verses 32-38.
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:30 Live Al Hiwar-ul-Mubashir
20:30 Jalsa Qadian Concluding Address [R]
21:30 Rah-e-Huda [R]
23:05 Friday Sermon [R]

Sunday January 08, 2017

00:20 World News
00:40 Tilawat
00:50 In His Own Words
01:20 Al-Tarteel
01:50 Jalsa Qadian Concluding Address
02:45 Story Time
03:10 Friday Sermon
04:05 Maidane Amal Ki Kahani
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 361.
06:00 Tilawat: Surah Yoonus , verses 53-65 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 06.
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class: Recorded on November 13, 2016.
07:50 Faith Matters: Programme no. 180.
08:45 Question And Answer Session: Recorded on June 28, 1996.
10:10 Indonesian service
11:15 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 24, 2015.
12:15 Tilawat: Surah An-Noor, verses 39-52.
12:30 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:40 Yassarnal Quran [R]
13:05 Friday Sermon: Recorded on January 06, 2017.
14:15 Shotter Shondhane: Rec. November 29, 2013.
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
16:20 Quranic Archaeology
16:55 Kids Time
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
19:30 Beacon Of Truth
20:20 Ashab-e-Ahmad
21:00 Shama'il-e-Nabwi
21:30 Friday Sermon [R]
22:40 Question And Answer Session [R]

Monday January 09, 2017

00:10 World News
00:30 Tilawat
00:45 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:00 Yassarnal Quran
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class
02:30 Ashab-e-Ahmad
03:05 Friday Sermon
04:15 In His Own Words
04:45 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 14.
07:00 Address at Military Headquarters in Koblenz, Germany: Recorded on May 30, 2012.
08:10 International Jama'at News
08:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. September 05, 1997.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on August 05, 2016.
11:00 Seerat-un-Nabi
11:30 Aao Urdu Seekhein
11:55 Tilawat: Surah An-Noor, verses 53-63.
12:10 Dars-e-Hadith [R]
12:20 Al-Tarteel [R]
12:50 Friday Sermon: Rec. February 11, 2011.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Seerat-un-Nabi [R]
15:45 Rah-e-Huda: Recorded on January 07, 2017.
17:20 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Address at Military Headquarters in Koblenz, Germany [R]
19:35 Somali Service
20:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:25 Seerat-un-Nabi [R]

Tuesday January 10, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:45 Al-Tarteel
01:15 Address at Military Headquarters in Koblenz, Germany
02:30 Kids Time
03:00 Friday Sermon
04:20 In His Own Words
04:50 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat: Surah Yoonus , verses 6-15 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
06:55 Waqfe Nau Class Calgary: Recorded on November 13, 2016.
07:55 Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:30 Chef's Corner
09:00 Noor-e-Mustafwi
09:10 Question & Answer Session
09:55 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 30, 2016.
12:05 Tilawat: Surah Al-Mu'minoon, verses 52-81.
12:20 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
12:50 Faith Matters: Programme no. 181.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service
16:00 Philosophy Of The Teachings Of Islam
16:30 Noor-e-Mustafwi
16:40 Chef's Corner [R]
17:30 Yassarnal Quran [R]
17:55 World News
18:20 Waqfe Nau Class Calgary [R]
19:10 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 30, 2016.
20:20 The Bigger Picture
21:20 Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
21:40 Australian Service
22:10 Faith Matters [R]
23:05 Question And Answer Session [R]

Wednesday January 11, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:15 Waqfe Nau Class Calgary
02:20 Chef's Corner
02:50 In His Own Words
03:20 Story Time
03:50 Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:15 Noor-e-Mustafwi
04:30 Australian Service
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 357.
06:00 Tilawat
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 14.
07:00 Jalsa Salana Bangladesh Address: Rec. February 05, 2012.
08:35 Urdu Question And Answer Session: Recorded on May 24, 1997.
09:45 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 06, 2017.
12:00 Tilawat: Surah Al-Furqaan, verses 22-50.
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on December 31, 2010.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35 Kids Time: Prog. no. 20.
16:05 Jamia Ahmadiyya Rabwah
16:25 Faith Matters: Programme no. 179.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Bangladesh Address [R]
19:55 French Service
20:30 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Kids Time [R]
21:30 Quiz Roohani Khazaa'in
21:55 Friday Sermon [R]
22:55 Intikhab-e-Sukhan: Rec. January 07, 2017.

Thursday January 12, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:45 Al-Tarteel
01:15 Jalsa Salana Bangladesh Address
02:50 Deeni-o-Fiqahi Masail
03:20 In His Own Words
03:50 Faith Matters
04:50 Liqa Ma'al Arab
06:05 Tilawat
06:20 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
06:45 Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque: Recorded on March 18, 2012.
08:10 In His Own Words
08:45 Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 91 - 109 by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 72, recorded on July 26, 1995.
09:50 Indonesian Service
10:55 Japanese Service
12:00 Tilawat
12:10 Dars-e-Malfoozat [R]
12:20 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Beacon Of Truth: Rec. December 25, 2016.
13:50 Friday Sermon: Recorded on December 30, 2016.
15:00 Aaina
15:30 Open Forum
16:00 Persian Service
16:25 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Live Hiwar-ul-Mubashir
20:40 Hijrat
21:15 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:25 Open Forum
23:00 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org
Vol 24 Friday 06 January, 2017 Issue No. 1

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

☆......جہاں تک میں نے دیکھا ہے خلیفۃ المسیح اسلام کے سب سے بہترین رہنما ہیں اور میں حضور کی تقریر سے نہایت متاثر ہوا ہوں۔......☆......حضور کا پیغام نہایت پرزور تھا اور آپ دنیا میں ایک ایسے شخص ہیں جو امن اور سلامتی اور محبت سب کے لئے چاہتے ہیں۔ ......☆......حضور کا پیغام ہمیشہ ہی امن کا گہوارہ ہوتا ہے اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔......☆......میں آج کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور اس کی وجہ حضور کا پیغام تھا جس میں امن، محبت اور امید کا پیغام تھا اور یہ ایسا پیغام ہے جس کا رنگ، نسل، شرق و غرب، کسی خاص وقت یا جگہ سے تعلق نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے تھا۔......☆......جب میں نے حضور کا خطاب پارلیمنٹ میں سنا تو مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ پارلیمنٹ میں اس طریق پر کوئی مسلمان راہنما اس طرح خطاب کر سکتا ہے۔ حضور میں خوف کی کوئی جھلک نظر نہیں آئی اور نہایت نڈر طریق پر آپ نے تقریر کی اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہی اسلام کا صحیح اور سچا پیغام ہے۔......☆......خلیفۃ المسیح کا آج کا پیغام عفو و درگزر اور قیام امن کے بارہ میں تھا۔......☆......حضور کا خطاب نہایت عمدہ تھا اور میرے دل میں اتر گیا۔ ......☆......آپ کا خطاب نہایت موثر اور دنیا کے تمام لوگوں کے لئے تھا۔ میری خواہش ہے کہ یہ پیغام دنیا کے تمام لوگوں تک پہنچ سکے۔......☆......حضور نے اپنے خطاب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی مثالیں پیش کیں اور ہمیں توجہ دلائی کہ ہمیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(پیس سمپوزیم میں شامل مہمانوں کے تاثرات)

جامعہ احمدیہ کینیڈا کا وزٹ۔ طلباء جامعہ احمدیہ کے ساتھ کلاس کا انعقاد اور مجلس سوال و جواب۔ مدرسۃ الحفظ اور عائشہ اکیڈیمی کا وزٹ۔ عرب احمدیوں کے ایک پروگرام میں حضور انور کی بابرکت تشریف آوری۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ تقریب آمین۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

22/اکتوبر بروز ہفتہ 2016ء

(حصہ دوم)

پیس سمپوزیم میں شامل مہمانوں کے تاثرات

حضور انور کے آج کے خطاب نے مہمانوں کے دلوں پر گہرا اثر کیا۔ اس حوالہ سے بہت سے مہمانوں نے اپنے خیالات اور دلی جذبات کا اظہار کیا۔

☆ پادری چارلز اولانگو (Pastor Charles Olango-Uganda Martyrs United Church of Canada) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جہاں تک میں نے دیکھا ہے خلیفۃ المسیح اسلام کے سب سے بہترین رہنما ہیں۔ اور جس طریقہ سے اور جن باتوں کا حضور نے ذکر کیا ہے وہ خدا تعالیٰ کی منشاء کے عین مطابق ہے اور باقی مسلمان راہنماؤں کو بھی اسی طریق پر پیغام پہنچانا چاہئے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی بھی حفاظت کریں اور یہ اسلامی تعلیم میں نے پہلی بار سنی ہے۔ اور میں حضور کی تقریر سے نہایت متاثر ہوا ہوں اور حضور کی خواہش تھی کہ تمام ادیان اور مذاہب کے راہنما مل بیٹھ کر بات چیت کر سکیں۔

☆ ایلس۔ مالٹن انٹاریو (Alice Malton Ontario) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں خلیفۃ المسیح کے دورہ کو خاص اشتیاق سے دیکھ رہی ہوں، کچھ ماہ پہلے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر اور پھر جلسہ سالانہ کینیڈا پر اور حضور کے پارلیمنٹ کے دورہ پر جب وزیر اعظم سے بھی ملاقات ہوئی میری دلی تمنا تھی کہ خلیفۃ المسیح سے ملاقات ہو سکے اور آج ملاقات ہو گئی۔ حضور کا پیغام نہایت پرزور تھا اور آپ دنیا میں ایک ایسے شخص ہیں جو امن اور سلامتی اور محبت سب کے لئے چاہتے ہیں۔ میں اپنے جذبات کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔

☆ ہائڈی مینوٹی (Heidi Minuti Retired Teacher) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح سے ملاقات کے بعد میں جذبات سے لبریز ہوں۔ میں حضور کے امن پسند پیغام سے بہت متأثر ہوں اور حضور ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں اگر ہم ان کا پیغام سنیں اور عمل کریں۔

☆ گریگ کینیڈی (Greg Kennedy) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں آج اپنی بہن کے ساتھ آیا ہوں کیونکہ اس نے ماضی قریب میں ہی اسلام قبول کیا ہے اور ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ جماعت احمدیہ کی کیا تعلیمات ہیں۔ اور حضور کا پیغام سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ میری بہن اتنی محبت کرنے والے اور ساتھ دینے والے اور لوگوں کی خدمت کرنے والے لوگوں میں شامل ہوئی ہے۔ جو باتیں میں نے آج سیکھی ہیں میں ان سے بہت خوش ہوں۔

☆ سوزن فینل ۔ مئیر آف بریمپٹن ۔ (Susan fennel - Former Mayor of Brampton) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں جماعت احمدیہ کو گزشتہ 30 سال سے جانتی ہوں اور کئی پروگرام جن میں خلیفۃ المسیح نے شمولیت اختیار کی تھی میں بھی ان میں شامل ہو چکی ہوں۔ اور یہ میرے لئے باعث اعزاز ہے کہ مجھے آج کے پروگرام میں بھی مدعو کیا گیا۔ حضور کا پیغام ہمیشہ ہی امن کا گہوارہ ہوتا ہے اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ اور میں لوگوں کو یہ بتانا چاہتی ہوں، خاص طور پر ان لوگوں کو جو اللہ کا پیغام نہیں سمجھتے کہ یہ ایک امن کا پیغام ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ لوگوں کو یا جانوروں کو یا کسی جاندار چیز کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ ہے خدا کا پیغام ہم سب کے لئے۔

☆ ریورنڈ روبرٹ لائیل (Reverend Robert loyal - Minister a St. Andrews Presbyterian Church) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں آج کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور اس کی وجہ حضور کا پیغام تھا جس میں امن، محبت اور امید کا پیغام تھا اور یہ ایسا پیغام ہے جس کا رنگ، نسل، شرق و غرب، کسی خاص وقت یا جگہ سے تعلق نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے تھا اور اس خطاب کی اہمیت یہ بھی ہے کہ دنیا میں بہت سی غلط معلومات اور افواہیں اور خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے لیکن آج کے پیغام میں یہ بات واضح تھی کہ ہمارے درمیان مشترک چیزیں زیادہ ہیں اور اختلاف کی باتیں کم ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی خوشخبری ہے جسے لوگوں کو سننے کی ضرورت ہے۔

☆ ڈاکٹر ای این برک (Dr. Ian Burke- PC Party Ontario Representative) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں حضور کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔ میں نے حضور کے خطاب کو نہایت متأثر کن پایا۔ آپ کا پیغام محبت اور عدل و انصاف کا پیغام تھا۔ میری خواہش ہے کہ حضور کا یہ پیغام اور پھیلے۔

☆ الما (Alma) ٹورانٹو میں ٹیچر ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرے خیال میں یہ نہایت خوش کن بات ہے کہ حضور دنیا بھر کے لئے امن کا پیغام پیش کر رہے ہیں اور پیغام کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں کیا بلکہ تمام رنگ و نسل کے لوگوں کے لئے آپ کا پیغام تھا۔ اور آپ کا پیغام نہایت اہمیت کا حامل ہے اگر ہم دنیا کے حالات کا جائزہ لیں۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ واضح پیغام تھا اور سب کو یہ سننا چاہئے۔

☆ ماسمو جنوبال۔ نائب پرنسپل کیتھولک اسکول (Massmo Janobal - Vice principal of a Catholic School) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جب بھی مجھے اس طرح کے پرزور خطاب سننے کا موقع ملتا ہے تو میں ضرور شامل ہوتی ہوں۔ اور خلیفۃ المسیح کے خطاب میں بہت سی ایسی باتیں تھیں جنہیں میں ذاتی طور پر بھی مانتی ہوں۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔

☆ محمد الحلواجی۔ صدر نائل ایسوسی ایشن آف انٹاریو (Muhamed Elhalwagy - President of the Nile Association of Ontario)

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں